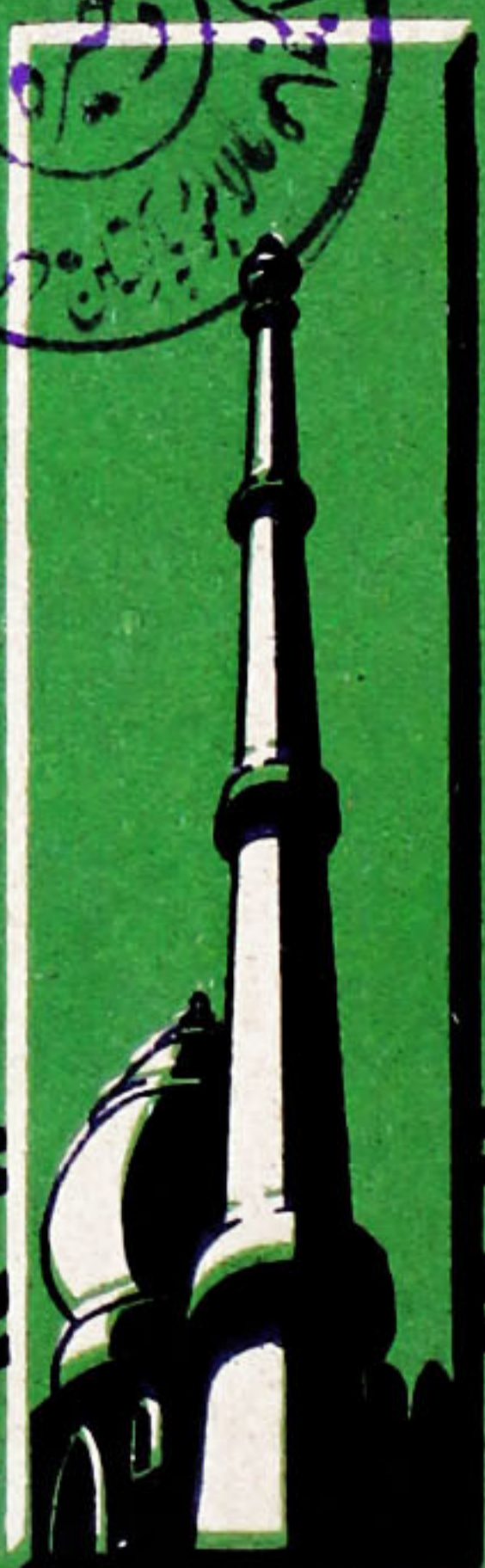


نسیم جنت

4288



تاج کهنی لمیٹڈ، لاہور

سیرت نبوی

سیرت نبوی اور تاریخ اسلام کی روح پرور کہانیاں۔
استقلال۔ شجاعت۔ ایثار۔ جاں نثاری۔ اطاعت۔ خلوص۔
زہد و اتقا۔ اخوت و مساوات۔ خودداری۔ الوالعزمی۔ توکل
اور خدمتِ خلق کے سبق آموز پختے واقعات کا مجموعہ
تالیف

صوفی نذر محمد سیال ایم۔ اے

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ قرآن منزل ریلوے روڈ۔ لاہور

87523

~~70023~~

دیباچہ

نسیم حجاز اصل میں ارمغان شرب کا دوسرا حصہ ہے اور اس میں اسلامی تاریخ کے بڑے واقعات نہایت دلچسپ پیرایہ میں قلمبند کئے گئے ہیں :

یہ واقعات اور سچی کہانیاں مسلمان بچوں - بچیوں - مردوں اور عورتوں کے دلوں کو الوالعزمی - شجاعت - انتہاقتل - ایثار - خودداری - جان نثاری - وعدہ و فائی - اطاعت - خلوص - عدل و انصاف - تواضع - رواداری - توکل - زہد و اتقا - اخوت - مساوات - خدمت خلق - اتباع سنت جیسے اخلاق حسنہ سے متصف کر دیں گی :

مسلمان نوجوانوں کے لئے یہ ایک مثلِ اہ ہے جو اس کفر و الحاد کے تاریک دور میں اللہ کی ریح رہنمائی کرے گی۔ اور اس کا مطالعہ ہماری نئی لہروں کی آبیاری کے لئے آپ حیات کا کام دیکھا اور ہم سے بچے اور نوجوان جو مغربہ خلاق ناولوں اور افسانوں کے مطالعہ سے

اپنی فوت عمل کھویٹھے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے اپنے اندر ایک نئی روح
 پائیں گے۔ اور اُن میں ایک سچا اسلامی جذبہ موجزن ہوگا۔
 اگر اس کتاب کے مطالعہ سے چند نوجوان بھی سُدر گئے تو
 بیس تجموں گا کہ میری تین سال کی محنت برآورد ہوئی۔
 میں نے ہر وہ کتابوں میں حتی المقدور صحیح اور مستند واقعات کو
 تحقیق کے بعد درج کیا ہے اور ان کی تالیف کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل
 کتب کا مطالعہ کیا ہے اور زیادہ تر ان ہی سے استفادہ کیا ہے۔
 صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ ترمذی۔ سیرۃ النبی۔ رحمۃ اللعالمین۔
 سیرۃ الصحابہ۔ اسوۃ صحابہ۔ سیر انصار۔ سیر الصحابیات۔ خلفائے
 راشدین۔ ہماجرین۔ تابعین۔ تاریخ اسلام معین الدین شاہ تاریخ
 اسلام اکبر نجیب آبادی۔ تاریخ الامت۔ تاریخ الخلفاء۔ تاریخ
 حریت اسلام۔ سیرۃ ابن ہشام۔ سیف اللہ۔ اخلاق النبی۔
 خاتون جنت۔ اشاعت اسلام۔ زاد المعاد امام ابن قیم۔ تاریخ
 اسلام امیر علی۔ سیرۃ الصدیق۔ الفاروق۔ سیرۃ امام حسین۔
 مغازی الرسول واقدی۔ فتوح الشام۔ فتوح مصر۔ فتح الجحیم۔
 واقدی۔ تذکرۃ الاولیاء (عطار) وغیرہ وغیرہ۔

سیال

خدا اپنے گھر کی حفاظت خود کرتا ہے

مکہ شریف ابتدائے آفرینش ہی سے ایک مقدس اور پاکیزہ مقام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ مل کر وہاں شانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ یہ خدا کی عبادت کے لئے پہلا گھر تعمیر ہوا اور اسے تمام حملوں سے مامون و محفوظ رکھا گیا۔

قریش اس حرم کے خدمت گزار تھے اور نبی کریم کی ولادت کے وقت آپ کے والد عبدالمطلب اس کے متولی تھے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر سے لے کر اس وقت تک کسی بادشاہ کو کعبہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی لیکن شاہ حبشہ کے نائب ابرہہ نے جو یمن کا حاکم تھا یمن میں ایک بہت بڑا گرجا تعمیر کرایا اور لوگوں کو مجبور کیا کہ کعبہ کی بجائے حج کرنے کے لئے یمن کا رخ کریں لیکن جب

وہ اس میں کامیاب نہ ہوا تو ایک بہت بڑا لشکر نے کر
 مکہ پر چڑھائی شروع کر دی تاکہ بیت اللہ کو گرا دے۔
 اس کے ساتھ ہاتھیوں کی ایک بہت بڑی فوج تھی۔
 مکہ شریف کے قریب پہنچنے پر ابرہہ نے اپنے ایک
 سردار اسود بن مفسود کو آگے بھیجا جس نے اہل مکہ کی
 بکریاں اور اونٹ پکڑ لئے۔ ان اونٹوں میں عبدالمطلب
 کے دو سواؤنٹ تھے۔

عبدالمطلب کو جب علم ہوا کہ کعبہ کو گرانے کے لئے
 ایک تازہ ہتھیار حملہ آور نے چڑھائی کی ہے اور اس کے
 ایک سردار نے ان کے اونٹ پکڑ لئے ہیں تو وہ سیدھے
 ابرہہ کے پاس گئے۔ عبدالمطلب نہایت ہی خوبصورت
 با رعب اور ناوقار بزرگ تھے۔ جب ابرہہ نے انہیں
 آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ اپنے ساتھ بٹھا
 لیا۔ اور پوچھا کیسے آنا ہوا؟ آپ نے جواب دیا آپ کے
 سردار ہمارے کچھ اونٹ اور بکریاں پکڑ لائے ہیں انہیں
 واپس کر دیا جائے۔ پھر ابرہہ نے پوچھا کوئی اقدار لٹا دیا؟
 آپ نے جواب دیا نہیں۔

ابراہیم نے حیران ہو کر کہا میں آپ کو شہر کا سردار اور بڑے ورے کا آدمی سمجھتا تھا۔ لیکن یہ جلتے ہوئے کہ میں آپ کے کعبہ کو گرانے کے لئے آیا ہوں آپ نے اپنے اس مقدس مقام کے بچاؤ کے لئے ایک حرف بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

عبدالطلب اس کے جواب میں مسکرائے اور فرمانے لگے۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں میں نے اپنے اونٹوں کے لئے کہا۔ کعبہ کا مالک اللہ ہے۔ وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے آئے اور کعبہ کے دروازہ پر پہنچ کر کہا:-

”اے رب کعبہ تیرے سوا ان کے مقابلہ کے لئے کسی سے اُمید نہیں رکھتا۔ اے رب تو ان سے اپنے حرم کو محفوظ رکھ۔“

تحقیق بیت اللہ کے دشمن وہی ہیں جو تیرے دشمن ہیں۔ انہیں اپنے گھر کے دیران کرنے سے باز رکھ۔

ابراہیم اپنے ہاتھیوں سمیت کعبہ کی طرف بڑھا اور سب سے آگے اس کا بڑا ہاتھی محمد نامی جا رہا تھا۔ جب

ابوہریرہ نے کسی کو اپنے مقابلہ میں آتے نہ دیکھا تو بڑے
 فزا اور طمطراق سے بیٹا اللہ کا رخ کیا۔ اس ثنا میں
 کیا دیکھتا ہے۔ کہ آسمان پر چھوٹی چھوٹی چڑیاں جمع
 ہو گئی ہیں۔ جن کے پنچوں میں کنکر ہیں۔ ان اباہریرہ
 نے ان تیشوں پر اس قدر پتھر برسائے کہ ہاتھیوں سمیت
 تمام شکر تباہ و برباد ہو گیا۔ اور ان چڑیوں نے
 اس نہ بروست شکر کو ایسے پھینک کر رکھ دیا جیسے کھایا
 ہوا بھس ہوتا ہے۔

اب لوگوں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے گھر کو دشمن
 سے کس طرح بچایا۔

استقلال

جب نبی کریم نے مکہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں ایک خدا کی طرف بلایا تو یہ بہت غضب میں آگئے۔ وہ اپنے بتوں کی کسی قیمت پر بھی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے انہوں نے آنحضرتؐ کی مخالفت کی۔ آپ کو برا بھلا کہا۔ دکھ ویٹے اور ان لوگوں کو جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی ایزامہی کے باوجود نہ ہی اللہ کا رسول اپنے ارادے سے باز آتا ہے اور نہ ہی آپ کی جماعت کے صبر و استقلال میں کچھ لغزش آئی ہے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ نبی کریم کو قتل کر دیا جائے۔ قریش کے چند سردار آنحضرتؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے: "اے ابوطالب تیرا بیٹا ہمارے خداؤں کو باطل ٹھہراتا ہے اور ہماری قدیم رسموں پر نکتہ چینی کرتا ہے ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ یا تو آپ اسے سمجھائیں ورنہ ہم خود سے درست کر دیں گے۔ اگر تمہیں یہ پسند نہیں تو پھر تم بھی

اس کے طرفدار ہو جاؤ اور ہم دونوں کا خاتمہ کر دیں •
 جب ابو طالب نے دیکھا کہ کھتیجے کے ساتھ ان کی جان
 بھی خطرہ میں ہے تو آنحضرتؐ کو بلا کر سارا ماجرا سنا یا۔ اور
 کہا۔ بیٹا۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور اپنے میں قریش کے مقابلہ
 کی طاقت نہیں پاتا۔ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میری طاقت سے
 بڑھ کر ہو۔ تمہارے ساتھ میری جان بھی خطرے میں ہے ان
 دونوں کا بچانا تمہارے اختیار میں ہے •

حضورؐ نے چچا کی گفتگو کو نہایت حوصلہ سے سنا اور پھر
 فرمایا چچا جان۔ اگر یہ لوگ میرے ہاتھیں ہاتھ میں سولج
 اور ہاتھیں ہاتھ میں چاند بھی سے دیں تب بھی میں تبلیغ حق سے
 باز نہیں آؤں گا۔ اور اس وقت تک اس کام کو نہیں
 چھوڑوں گا جب تک خدا کا کام پورا نہ ہو جائے۔ یا
 یہ کام کرتے ہوئے میں ہلاک ہو جاؤں •

جب ابو طالب نے حضورؐ کا یہ جواب سنا تو فرمایا اے محمدؐ
 تو جو چاہتا ہے کر۔ بت کعبہ کی قسم میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑ
 سکتا۔ جب تک میرے دم میں دم ہے میں تمہیں کبھی دشمنوں
 کے سپرد نہیں کروں گا •

سراپا رحمت

ایک دن نبی کریم صلعم مکہ شریف سے باہر نکلے تاکہ
دوسرے شہروں میں بھی اسلام کی تبلیغ کریں۔ آپ پہلے
طائف تشریف لے گئے۔ آپ پاپیارہ تھے اور آپ کے
ہمراہ اس سفر میں زید بن حارثہ بھی تھے۔
راستہ میں جتنے قبیلے تھے آپ سب کو اسلام کا
پیغام دیا اور توحید کی منادی کر کے ہوئے طائف پہنچے۔
طائف میں بنو ثقیف آباد تھے اور اس قبیلہ کے تین سردار
جو آپس میں بھائی تھے وہاں برسرِ اقتدار تھے۔ نبی کریم
ان سے ملے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔
ان میں سے ایک بولا اگر اللہ نے تجھے رسول بنایا ہو
تو میں کعبہ کے سامنے اپنی دائرہ منڈواؤں۔
دوسرے نے کہا: کیا خدا کو تیرے سوا شے کو اپنی
رسول نہیں ملتا تھا جسے چلنے کو سولاری بھی میسر نہیں۔

تیسرے نے کہا میں مجھ سے بات کرنے کو بھی تیار نہیں ہوں۔
 آپ نے شہر میں وعظ کہنا شروع کر دیا اور لوگوں
 کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں
 اور شہر کے اہل کون کو سکھا دیا اور وہ وعظ کے وقت
 بنی کریم پر پتھر پھینکتے اور طرح طرح کے آوازے کستے
 کوئی تالیاں بجاتا اور کوئی گالیاں بکتا۔ لیکن آپ اللہ
 کی توحید بیان کرنے میں مشغول رہے۔ ان بد بختوں نے
 آپ پر اس قدر پتھر پھینکے کہ حضورؐ کا جسم زخموں سے
 لہو امان ہو گیا اور خون بہہ کر جوتے میں جم گیا
 یہاں تک کہ وضو کے لئے پاؤں سے جوتا نکالنا مشکل
 ہو گیا۔

اتنی تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد حضورؐ کا دل
 اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے پُر تھا اور آپ کے
 دل پر کسی قسم کا صدمہ یا ملال نہ تھا۔ آپ کے غلام
 زید نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا "حضورؐ! آپ
 ان کم بختوں کے حق میں بددعا کریں کہ ان پر آسمان
 سے پتھر برسے اور یہ خدا کے عذاب سے غارت ہو

جائیں۔ لیکن آپ نے اس کے جواب میں فرمایا :-
 میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں بددعا
 کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو
 کیا ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی اولادیں خدا پر
 ایمان لائیں گی اور مشرف بہ اسلام ہوں گی۔



حضرت علیؑ رضی کی جان نثاری

نبی کریمؐ نے تیرہ سال تک مکہ شریف میں اسلام کی تبلیغ کی لیکن قریش مکہ نے اس دعوت کو قبول کرنے کی بجائے مسلمانوں اور خود داعیؑ اسلام پر طرح طرح کے ظلم توڑنے شروع کر دیے۔ کسی کو پتی ہوئی ریت پر لٹایا جانا اور کسی کو جلتے ہوئے کوٹلوں پر گھسیٹا جانا۔ کسی کے گلے میں رسی باندھ کر اسے گلی کو چوں میں ڈرہوا کیا جاتا اور کسی کا سینہ نیروں سے چھلنی کیا جاتا۔

آخر اللہ کے پیچھے رسولؐ نے ان اسلام کے پراناؤں کو مکہ شریف سے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ جب قریش نے دیکھا کہ یہ نیک ہستیاں ایک ایک کر کے مکہ سے نکل رہی ہیں تو انہیں خوف پیدا ہوا کہ یہ لوگ سدھی ہمارے پنجرے سے باہر نکل رہے ہیں مبادا کسی دن بڑی جمعیت بنا کر ہم پر حملہ کر دیں اس لئے

انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان تمام ہاتھوں کا علاج یہ ہے
کہ خود ہائے اسلام کا خاتمہ کر دیا جائے ۔

اُوہرا اللہ تعالیٰ بھی ان کے ارادوں سے بے خبر
نہ تھا۔ حضور رسول اکرم کو وحی کے ذریعہ مکہ سے مدینہ
کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ رات کے
وقت اپنے پیارے دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ
مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور اس خیال سے
کہ مشرکین کو شبہ نہ ہو آپ پستر پر حضرت علیؓ رضی کو
بیٹھنے کا حکم دیا ۔

مشرکین نے حضور نبی کریمؐ کے مکان کو گھیر لیا
اور چاروں طرف ننگی تلواروں کا پہرہ تھا۔ اس وقت
حضرت علیؓ کی عمر صرف بائیس سال کے قریب تھی لیکن
آپ نے جان نثاری کی ایک بے نظیر مثال پیش کی اور
اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر نبی کریمؐ کے حکم کی تعمیل کی
مشرکین نے رسول اکرمؐ کی جان کے دشمن تھے اور اگر
وہ اندر داخل ہو کر حملہ آور ہو جاتے تو یقیناً ان کا پہلا
دار حضرت علیؓ پر ہوتا لیکن وہ تو اُسے ایک سعادت

سمجھتے تھے اور اپنے جیب کی بجائے جان دینا اُن کے لئے موجب فخر تھا۔

مشرکین تمام رات اس دعوہ میں رہے کہ رسول خدا اپنے بستر پر آرام فرما رہے ہیں لیکن جب صبح ہوئی تو ایک شخص کسی طرف سے آیا اور قریش سے پوچھا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم محمد (صلعم) کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا وہ تو دیر ہوئی تمہارا سے سامنے سے گزر کر کہیں چلے گئے۔ جب انہوں نے بستر سے حضرت علی (ع) کو اٹھتے دیکھا تو اُن کے منہ فق ہو گئے اور ناکام واپس چلے گئے۔

وعدہ وفائی

قریش کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ نے جو صلح کی اس کی شرطیں یہ تھیں :-
 (۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی اور آمدورفت میں کسی کو روک ٹوک نہ ہوگی ۔

(۲) جو قبائل چاہیں قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں سے مل جائیں ۔

(۳) اگلے سال مسلمانوں کو کعبہ کے طواف کی اجازت ہوگی مگر ان کے جسم پر ہتھیار نہ ہوں گے ۔

(۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی کریم کے پاس چلا آئے تو اُسے قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اُسے واپس نہیں کریں گے ۔

عین اُس وقت جب یہ شرطیں لکھی جا رہی تھیں
 ابو جندل جو مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے بھاگ کر مسلمانوں
 کے پاس پہنچ گئے۔ اُن کے مسلمان ہونے پر قریش نے
 انہیں قید کر دیا تھا لیکن وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہاں
 سے بھاگ آئے۔

قریش نے کہا کہ صلح نامہ کی شرطوں کے مطابق ابو جندل
 کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامہ
 مکمل نہیں ہوا۔ عہد نامہ مکمل ہونے اور جانبین کے دستخط
 ہونے کے بعد اس پر عمل ہوگا۔ فی الحال یہ شرط قابل عمل
 نہیں اور ہم ابو جندل کو واپس نہیں کریں گے۔ لیکن حضور
 نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہم عہد کر چکے ہیں۔ ہم اس
 کی پابندی کریں گے۔ اور ابو جندل کو قریش کے سپرد
 کر دیا گیا۔

قریش نے وہیں ابو جندل کی مشکیں کس لیں اور انہیں
 زنجیروں سے جکڑ لیا۔

ابو جندل کو قریش نے سخت پٹا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں
 کو اپنے زخم دکھائے اور کہا کیا تم مجھے پھر اسی حالت میں

دیکھنا چاہتے ہو میں اسلام لاپچکا ہوں کیا تم مجھے پھر کافروں
 کے سپرد کرتے ہو۔ تمام مسلمان اس سے تڑپ اٹھے۔ حضرت
 عمرؓ نے جوش میں آکر نبی کریمؐ سے عرض کیا ہم اتنی ذلت
 کیوں برداشت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: میں خدا کا پیغمبر
 ہوں اور اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ قصہ کوتاہ
 قریش ابو جندل کو گھسیٹتے ہوئے واپس نکالے گئے۔ اور
 رسول اللہؐ اپنے وعدہ پر پورے رہے +

ابو جندل کے جانے پر حضورؐ نے فرمایا ابو جندل خدا
 تمہاری رہائی کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا۔ اب
 صلح ہو چکی ہے اور ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے،
 مگر پہنچ کر انہیں قید میں ڈال دیا گیا۔ لیکن جو شخص ان
 کی نگرانی پر مقرر ہوتا آپؐ اس کے سامنے اسلام کی تعلیم
 پیش کرتے اور وہ بھی مسلمان ہو جاتا۔ پھر قریش ان دونوں
 کو قید میں ڈال دیتے اور اب یہ دونوں بل کر تبلیغ کرتے
 چنانچہ سال کے اندر ابو جندل کی کوشش اور قوت ایمانی
 سے تین سو آدمی مسلمان ہو گئے +

اب قریش نے تنگ آکر عہد نامہ میں خود ہی تبدیلی کی

درخواست کی اور ایمان والوں کو واپس کرنے کی شرط
 درج کر دی اور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض
 کیا کہ ان تو مسلمانوں کو اپنے پاس مدینہ منورہ بلا لیں +

حضرت خبیبؑ کا وصلہ

قریش نے قوم غفل اور فارہ کے چند آدمیوں کو نبی کریمؐ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجا کہ ہمارے قبیلے اسلام لانے کو تیار ہیں آپ ہمارے ساتھ کچھ معلم روانہ فرمائیے نبی کریمؐ نے دس بزرگ صحابہ کو جن کے سردار حضرت عاصم بن ثابتؓ تھے ان کے ساتھ بیچ دیا۔ جب یہ صحابہ مدینہ سے چل کر ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان جلیل القدر صحابہ کو گرفتار کر لیا آٹھ صحابی تو مقابلہ کرتے شہید ہو گئے لیکن باقی دو حضرت خبیبؑ اور حضرت زید بن دثنہؓ گرفتار کر لے گئے۔ پھر ان کم بختوں نے ان دونوں بزرگوں کو غلام بنا کر قریش کے پاس فروخت کر دیا۔

قریش نے حضرت خبیبؑ کو کئی دن بھوکا رکھا۔ پھر صلیب کے نیچے لا کر کھڑا کر دیا اور کہا "اگر اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ ورنہ تمہیں

سُلیٰ پر لٹکا دیا جائیگا ۛ

آپ نے جواب دیا جب اسلام باقی نہ رہا تو پھر
جان رکھ کر کیا کریں گے ۛ

ایک ظالم نے آپ کے جگر پر نیزہ مارا اور کہا
”اے خبیث! اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ تمہاری
جگہ محمدؐ پھنس جائے اور تم پھوٹ جاؤ“ آپ نے نہایت
جوش سے جواب دیا ”میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری
جان بچ جانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاؤں میں کانٹا بھی چھسے“

پھر آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا
”میں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کروں گا۔ نہ روؤں گا
اور نہ ہی چلاؤں گا۔ مجھے موت سے ڈر نہیں۔ میں
جانتا ہوں کہ میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ مجھے
یہ لوگ بلند صلیب کے پاس لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ
کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے۔ مگر اس
آزادی پر موت کو ترجیح دوں گا“

پھر آپ نے یہ دعا کی ”اے خدا ہم نے تیرے

87523

رسول کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دئے۔ اب تو اپنے
رسول کو ہمارے حال کی خبر پہنچا دے *
پھر ان ظالموں نے آپ کو سولی پر چڑھا دیا اور
نیزوں سے آپ کے جسم کے ایک ایک حصہ کو چھیدا
گیا لیکن آپ نے اسلام اور ایمان کی خاطر یہ سب
سختیاں صبر و استقلال سے برداشت کیں اور اُف
تک نہ کی *

ایک سچا عاشق نبوی

حضرت سلمان فارسیؓ شاہِ فارس کی اولاد سے اور شہرِ راحرِ مز کے باشندے تھے۔ اسلام سے پہلے آپ کا نام باہ تھا۔ اور آپ کے باپ کا نام بودخشاں تھا۔ اسلام سے پہلے آپ آتش پرست تھے اور ان کا باپ آتشکدہ کا محافظ اور خازن تھا۔

حضرت سلمانؓ اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں :-

میرا باپ شہر کا سردار تھا اور اس نے مجھے بڑے ناز و نعمت میں پالا۔ اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے نہ دیتا۔ ایک دن وہ مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ شہر سے کچھ دور ہماری کچھ زمین تھی۔ میرے باپ نے مجھے وہاں بھیجا۔ راستہ میں میں ایک گڑھا سے گڑرا اور وہاں چند عیسائیوں کو عبادت کرتے دیکھا۔ شام تک

میں اُن عیسائیوں کے ساتھ رہا۔ اور اُن سے پوچھا کہ
اس دین کی اصل کہاں ہے۔ انہوں نے کہا بیت المقدس
جو شام میں واقع ہے *

جب میں رات کو گھر واپس آیا تو اپنے باپ سے
کہا کہ عیسائیوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا
ہے۔ باپ نے اس بات کو ناپسند کیا اور مجھے گھر ہی
میں قید کر دیا۔ میں نے ان عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ
جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ ایک
دن مجھے اطلاع ملی کہ ایک قافلہ شام جا رہا ہے۔ میں
نے چپکے سے زنجیریں اتار دیں اور اس قافلہ کے ساتھ
شام چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے سب سے بڑے پادری
اور عالم کا ہتہ پوچھا۔ انہوں نے مجھے ایک پادری کا
نام بتایا۔ میں اُس کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ
رہنے اور عبادت کرنے کی اجازت حاصل کر لی لیکن
یہ شخص بہت بے دین اور لالچی تھا وہ لوگوں کو صدقہ کا
پتہ حکم دیتا اور اُن سے صدقہ اکٹھا کر کے اس نے
سونے چاندی کے سات منگے جمع کر لئے *

جب وہ مر گیا تو میں نے لوگوں کو اس کے تمام حالات بتائے۔ اور انہوں نے اس کی لاش کو دفن بھی نہ کیا بلکہ لٹکا کر شگسار کر دیا۔

اب اس کی جگہ ایک بہت نیک پادری نے لی۔ یہ بہت ہی عابد اور عالم تھا۔ مجھے اس سے بہت محبت ہو گئی۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے مجھے نصیحت کی کہ موصول میں ایک شخص سے وہاں چلے جاؤ۔ میں وہاں چلا گیا اور اس کی وفات تک اس کے پاس رہا۔ اس نے مرتے دم مجھے عمود یہ میں ایک زاہد کے پاس جانے کی نصیحت کی۔

جب اس زاہد کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے کہا کہ اب دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت مسیح کے طریقہ پر ہو۔ البتہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہجرت کر کے آئیگا جہاں گھجوروں کے درخت ہیں۔ اس کی خاص شناخت یہ ہوگی کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقے کی چیز نہیں کھائے گا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی۔ اگر تم سے

ہو سکے تو اس کے پاس چلے جانا وہ خدا کا نبی اور سچا
رہتا ہے ۛ

اتفاق سے عرب کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ میں
نے ان لوگوں سے کہا مجھے اپنے ساتھ اپنے ملک میں لے
چلو میں تمہیں اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا۔ وہ
مجھے واوئے قرئی تک لے گئے اور وہاں جا کر ایک یہودی
کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ میرے مالک کے پاس ایک یہودی
ہمان ہوا اور وہ مجھے خرید کر اپنے ساتھ مدینہ شریف
لے گیا۔ وہاں بیچ کر میں نے اس جگہ کو پہچان لیا کہ یہ
وہی جگہ ہے جس کا پتہ مجھے اس زراہد نے دیا تھا ۛ

میں مدینہ منورہ میں اپنے مالک کے کھجوروں کے درختوں
میں کام کرتا رہا۔ اور اس اثنا میں رسول خدا مکہ سے مدینہ
شریف تشریف لے آئے۔ ایک دن میں حسب معمول
وہاں کام کر رہا تھا جب میرے مالک کا چچا زاد بھائی
اس کے پاس آ کر کہنے لگا۔ خدا مدینہ کے لوگوں کو ہلاک
کرے یہ ایک ایسے آدمی کے گرد جمع ہو رہے ہیں جو
یہ کہتا ہے کہ میں خدا کا نبی ہوں ۛ

جوہی یہ بات میرے کان میں پہنچی میں فوراً درخت سے
 نیچے اتر آیا اور اس سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ میرے مالک
 نے میرے کان پر زور سے ایک مٹکا مارا اور کہا تو اپنا
 کام کر تجھے ایسی باتوں سے کیا؟ مجبوراً میں نے اپنا کام
 شروع کر دیا لیکن میرے دل میں اس آدمی کی باتیں
 گونج رہی تھیں۔ شام کو میں چند کھجوریں لے کر اس
 جگہ پہنچ گیا جس جگہ کاپتہ اس نے دیا تھا۔ وہاں پہنچ کر
 میں نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھجوریں پیش
 کر کے عرض کیا کہ یہ صدقہ ہیں۔ حضور نے ہاتھ کھینچ لیا۔
 دوسرے دن میں پھر کچھ کھجوریں لے کر آنحضرت کی
 خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے۔ حضور
 نے کھجوریں لیے لیں۔ خود بھی کچھ کھائیں اور باقی اپنے
 ساتھیوں میں تقسیم کر دیں۔
 اب میں نے کہا دو علامتیں تو ٹھیک نکلیں۔ اب
 تیسری علامت کی بھی پرتال کرنی چاہیے۔ اسی سختجو میں
 ہیں ایک دن حضور کے پیچھے ہو لیا۔ آپ ایک جنازہ
 کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے میری طرف

دیکھا اور کندھے سے چادر مبارک کو نیچے گرا دیا۔ میں
 نے جبر نبوت کو دیکھا اور اُسے بوسہ دیا۔ اور رو پڑا۔
 حضور مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور میں نے اپنا تمام قصہ
 شروع سے آخر تک عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا
 سلمان تم اپنے آقا سے کتابت کرو یعنی اسے عیضاً دوسے کر
 اس سے رہائی کرا لو۔ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر
 کتابت کی کہ کچھ روں کے تین سو پودے لگا دوں اور
 چالیس اوقیہ سونا لانا کروں۔ حضور نے صحابہ کو میری
 برو کے لئے کہا اور سب نے دو دو چار چار پودے جمع
 کروئے اور حضور نے سونا بھی اپنے پاس سے ادا کر دیا
 اور مجھے رہائی نصیب ہوئی۔ اور اب میں ہمیشہ نبی پاک کی
 خدمت میں رہنے لگا ہوں

اطاعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری میں روایت ہے۔ کہ ہمارے پاس انگوڑی شراب تھی اور میں کھڑا ہو کر ابو طلحہ اور فلاں فلاں کو پیلا رہا تھا۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب شراب حرام نہیں ہوتی تھی۔ اچانک ہم کیسنتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی منادی کر رہا ہے کہ شراب حرام کر دی گئی۔ یہ سن کر ابو طلحہ نے فوراً کہا "انس! اٹھو اور ان مشکوں کو بہا دو ہم میں سے جس جس کے ہاتھ میں پیالہ تھا اس نے وہیں رکھ دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور میں نے شراب کے مشکے کو گلی میں بہا دیا۔ حضور نبی کریم کے ارشاد کا علم ہونے پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا کوئی مکتبہ چینی نہیں کی۔ مگر اور لیکن کا سوال پیدا نہیں ہوا۔ سب نے مشکے گلیوں میں بہا دئے اور ساغر توڑ دئے۔ کہتے ہیں کہ اس دن مدینہ کی گلیوں میں اس طرح شراب بہ رہی تھی جس طرح بارش کا پانی ۶

خلوص

جنگ تبوک ۹ ہجری میں ہوئی جب موسم نہایت ہی گرم تھا۔ سفر بہت لمبا اور راستہ دشوار گزار تھا۔ یہ جنگ رومیوں سے شام کی سرحد پر ہوئی تھی۔ ان دنوں گرمی اپنے پورے جوہن پر تھی اور عرب کے ریگستان میں موسم گرما میں یہ لمبا سفر اور ایک زبردست دشمن کا مقابلہ مسلمانوں کے خلوص و ایمان پر کھنے کے لئے ایک کسوٹی تھی ۔

جو مخلص اور مومن کامل تھے وہ بغیر جوہن و چراغ و تھیل حکم کے لئے تیار ہو گئے اور اپنا مال و جان خدا کی راہ میں دینے کو سعادت سمجھنے لگے مگر جو منافق تھے وہ جنگ نے جان چھڑانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بنانے لگے ۔

ایک صحابی بن کا نام ابو عثیمہ تھا کسی خاص وجہ سے حضور رسول خدا کے ہمراہ روانہ نہ ہو سکے۔ اسلامی لشکر کے کوچ کرنے کے ایک دن بعد جب گھر آئے تو گیا دیکھتے ہیں کہ ان کی دو بیویوں نے علیحدہ علیحدہ ان کے

لئے کھجور کی شانوں کے سایہ دار چھپر تیار کر رکھے ہیں اور
 اُن پر پانی چھڑک کر انہیں خوب ٹھنڈا بنا رکھا ہے۔
 اور ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا بھی تیار کر رکھا ہے ۔
 وہ یہ حالت دیکھ کر چھپر کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے
 اور کہا افسوس ہمارے آقا و مولا جناب سرور کائنات
 اور فخر موجودات تو اس وقت دھوپ اور تپش میں سفر کر
 رہے ہوں اور ابو خنیم اس ٹھنڈے چھپروں میں بیٹھ کر
 کھانا کھاٹے اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے لطف
 اٹھاتے۔ خدا کی قسم ابو خنیم اسے کبھی گوارا نہیں کر
 سکتا۔ میں ہرگز اس چھپر میں داخل نہیں ہوں گا۔
 اور اسی جگہ سے سیدھا بنی کریم کی خدمت میں بھاگتا
 ہوا جا ملوں گا ۔

اس نے اپنی بیویوں کو کہا میرے لئے زاد راہ فوراً
 تیار کرو۔ انہوں نے تعمیل کی اور ابو خنیم اسی دن وہاں
 سے روانہ ہو پڑے اور تہوک میں آنحضرتؐ کے ساتھ
 جلسے ۔

احسان

تبوک کی لڑائی کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو قبیلہ
 طے کی طرف بھیجا۔ قبیلہ طے کا سردار عدی بن حاتم مقابلہ کے
 لئے بڑھا لیکن مقابلہ کی تاب نہ لا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔
 حضرت علیؑ نے قبیلہ طے کے کچھ آدمی گرفتار کر لئے۔ ان میں
 حاتم کی بیٹی بھی تھی۔ یہ وہی حاتم ہے جس کی سخاوت کے
 قصے دنیا میں مشہور ہیں۔ اس لڑکی نے نبی کریمؐ سے درخواست
 کی کہ میں اپنے قوم کے سردار کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ سخی
 اور فیاض تھا بھوکوں کو کھانا کھلاتا تھا اور بے گویوں کو کپڑا
 دیتا۔ آپ مجھ پر احسان کیجئے۔ آپ نے اس کو آزاد کر دیا
 اور فرمایا جب کوئی معزز اور معتبر آدمی آئیگا تو میں اس
 کے ہمراہ نہیں گھر پہنچاؤں گا جب اس نے خود رہائی حاصل
 کر لی تو اپنے قبیلہ کے قیدیوں کی سفارش کی۔ آپ نے
 اسے بھی منظور فرمایا اور تمام قبیلہ طے کو آزاد کر دیا۔
 اس لڑکی کو زاراہ اور کچھ کپڑے عنایت فرما کر نہایت

عزت سے اُس کے گھر پہنچا دیا۔ یہ لڑکی جب اپنے بھائی کے پاس پہنچی تو اُس نے پوچھا تو نے محمد رصلى اللہ علیہ وسلم کو کیسا پایا۔ لڑکی نے جواب دیا وہ نہایت ہی شریف اور نیک انسان ہے۔ اُن کے اخلاق بہت بلند ہیں اور وہ احسان کرنے والے سردار ہیں۔

جب عدی نے اپنی بہن سے نبی کریم کے تمام حالات اور تعریف سنی تو اُس نے خود مدینہ منورہ میں دربار رسالت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے قبیلہ کا ایک وفد اپنے ہمراہ لیا اور مسجد نبوی میں آنحضرت کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ عدی کو اپنے ہمراہ مکان پر لے گئے اور عزت و احترام کے ساتھ پھونے پر بٹھایا۔ اور حُسن سلوک سے پیش آئے۔

عدی نبی کریم کے پاکیزہ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے فوراً حضور کی بیعت کر لی اور اپنے قبیلہ میں واپس جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور بہت سے آدمی اسلام لے آئے۔

آزمائش

حضور رسولِ خدا نے جنگ تبوک پر روانہ ہونے سے
پیشتر تمام مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا تھا۔ مگر دور و دراز
کے سفر اور شدت کی گرمی کی وجہ سے بہت سے منافق
باوجود تاکیدِ حکم کے آپ کے ہمراہ نہ گئے۔ ان کے علاوہ
تین سچے مسلمان بھی سستی کی وجہ سے فوج میں شامل نہ
ہو سکے۔ یہ کعب بن مالک - مرارہ بن الرزیح اور ہلال
بن امیہ تھے *

کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے تبوک کے
جنگ میں شامل نہ ہونے کی سوائے کاہلی کے اور کوئی وجہ
نہ تھی۔ میرے پاس سواری کے اونٹ بھی تھے اور زاد راہ
بھی موجود تھا۔ میں یہی خیال کرتا رہا کہ کل روانہ ہو جاؤں گا
اور آپ سے تبوک میں جا ملیں گا۔ ہر روز میں اس
ارادہ کو اگلے دن پر ٹالتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور کے واپس تشریف

لانے کی خبر آگئی۔ میرے دوسرے دو دوستوں کا بھی
یہی حال تھا۔

جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے تو لوگ ریلنے
کے لئے حاضر ہوئے اور جو لوگ جنگ میں شامل نہیں
ہوئے تھے انہوں نے طرح طرح کے بہانے پیش کر کے
معذرت چاہی۔ میں بھی حاضر ہوا۔ حضورؐ نے پوچھا کس وجہ
سے رہ گئے کیا تم نے بیعت نہیں کی تھی! میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! اگر میں کسی اور دنیا وار بادشاہ کے
سامنے ہوتا تو سچی جھوٹی باتیں بنا کر اپنی صفائی پیش
کر دیتا لیکن میں حضورؐ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔
حقیقت میں مجھے کسی قسم کی معذرتی نہ تھی۔ میں جس قدر
خوش حال اور تندرست اب تھا کسی زمانہ میں نہیں
ہوا۔ صرف اپنی بیوقوفی اور غفلت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔
آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا جا اور اپنے متعلق خدا کے حکم کا
انتظار کر۔

میں چلا آیا۔ میرے دوست اور قوم کے آدمی میرے
گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے تم بھی کوئی بہانہ بنا کر معافی

حاصل کر سکتے تھے۔ تم خواہ مخواہ ہی سزا کے مستوجب بن گئے
 واپس چلو اور اب بھی کوئی عذر کرو۔ میں نے کہا میں
 جھوٹ بول کر نبی کریمؐ کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا۔
 نبی کریمؐ نے تمام مسلمانوں کو ہم تین آدمیوں کے ساتھ
 کلام اور میل جول سے منع فرما دیا۔ اب حالت یہ تھی کہ
 تمام لوگوں نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا اور بدھرم چاتے کوئی
 ہمارے ساتھ بات نہ کرتا۔ ہمارے دوستوں اور عزیزوں
 نے آنکھیں پھیر لیں اور ہم سخت شرم زدہ اور پریشان
 تھے۔ جب میں بازار میں جاتا تو سب کو دیکھتا مگر کوئی
 مجھ سے بات نہ کرتا۔ آخر مسلمانوں کی بے رخی سے تنگ
 آکر میں اپنے ایک رشتہ دار ابو قتادہ کے ہاں گیا۔ اُسے
 آواز دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے
 اس کے احاطہ کی دیوار پر چڑھ کر اُسے سلام کیا مگر
 اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔
 میں روتا ہوا دیوار سے اُترا اور بازار چلا گیا۔ وہاں
 مجھے شام کا ایک آدمی ملا۔ جس نے مجھے شاہِ غنمان کا
 ایک خط دیا جس میں لکھا تھا "ہم نے سنا ہے کہ تمہارا سردار

تم سے ناراض ہے اور تمہارا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ تم
ایک معزز شخص ہو۔ تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہاری
ولداری کو تیار ہیں“ میں نے خط پڑھ کر کہا ”واللہ۔ اب
آزمائش اس درجہ کو پہنچ گئی کہ ایک مُشرک مجھ کو دم شکنے
ہے۔ میں نے وہ خط قریب ہی ایک تنور میں ڈال دیا
اور خاموش رہا۔“

اسی طرح پورے چالیس دن گزر گئے۔ اکتالیسویں
دن مجھے یہ پیغام آیا کہ رسولِ خدا تمہیں یہ حکم دیتے ہیں
کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے بیوی کو کہا ”جا
اپنے میکے چلی جا جب خدا کا حکم ہوگا پھر آ جانا۔ دس دن
اسی حالت میں گزر گئے۔ میں اپنی جہالت اور کاہلی پر
نادم تھا اور اس گناہ کے اٹے خدا سے گڑ گڑا کر مُعافی
مانگتا۔ دس دن اس طرح گزر گئے۔ اور پورے پچاس
دن کے بعد ہمیں جو منجھری ملی کہ خدا نے ہمیں معاف کر دیا
میں دیڑھتا ہوا نبی کریمؐ کے آستانہ پر حاضر ہوا تو حضورؐ
کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ آپؐ نے مجھے دیکھ کر
فرمایا۔ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا۔“

ایک منافق کا حشر

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان ب شیر نامی کے درمیان کچھ جھگڑا تھا انہیں اپنا فیصلہ کرانے کے لئے کسی ثالث کی ضرورت تھی۔ یہودی جانتا تھا کہ مسلمانوں کے پیغمبر عدل و انصاف سے فیصلہ کریں گے۔ اس لئے وہ اپنا فیصلہ نبی کریمؐ سے کرانا چاہتا تھا لیکن اس مسلمان کو کعب ابن اشرف یہودی رئیس کی طرف رغبت تھی۔ آخر یہودی کے زور دینے پر وہ دونوں نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؐ نے ان کے بیان سننے کے بعد یہودی کو سچا سمجھ کر فیصلہ اس کے حق میں دیا۔

جب وہ دربار نبویؐ سے باہر نکلے تو اس مسلمان نے کہا یہ فیصلہ ٹھیک نہیں۔ چلو حضرت عمرؓ کے پاس چلیں دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے اتنے ہی

یہ کہہ دیا کہ ہم دونوں آپ کے نبی کے پاس گئے تھے اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ مگر اس نے اس فیصلے کو نہیں مانا۔

حضرت عمرؓ نے بشر سے یہودی کے اس بیان کی تصدیق چاہی اس نے کہا۔ یہ درست ہے کہ ہم رسولِ خدا کے پاس گئے تھے مگر میں آپ کے فیصلہ کو ان کے فیصلہ پر ترجیح دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہمارا فیصلہ ٹھیک کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کی گردن اڑا دی۔ اور فرمایا جو شخص مسلمان ہو کر اللہ اور اللہ کے رسول کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ یہی ہے۔

بشر کے بعض دوستوں نے اس قتل پر بہت شور و غل مچایا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی تائید فرمائی اور اس دن سے آپ کا لقب فاروق ہوا۔

خدمت خلق

حضرت ابو بکر صدیقؓ غریبوں، ضعیفوں اور ناتوانوں کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے تھے۔ وہ اپنے محلہ کے لوگوں کی بکریاں دوہتے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے اور کمزوروں، نابینوں اور ضعیفوں کی ضرورتیں پوری کرتے۔

جب آپ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ کے محلہ کی ایک لڑکی کو جس کی بکریاں آپ دوہیا کرتے تھے بہت فکر ہوا اور کہنے لگی ”ابو بکرؓ تو اب عالم بن گئے۔ میری بکریاں کون دوہیا کرے گا؟“ جب آپ نے سنا تو فرمایا ”خدا کی قسم میں اب بھی تمہاری بکریاں دوہیا کروں گا۔“ خلافت مجھے لوگوں کی خدمت سے باز نہیں رکھے گی۔“

مدینہ منورہ میں ایک اندھی اور بوڑھی عورت رہتی تھی۔ وہ بہت غریب اور معذور تھی۔ اس کی مدد کرنے والا

اور اس کے کام کاج کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت عمرؓ
 ہر روز علی الصبح اس بڑھیا کے مکان پر جاتے اور اس کی
 ضروری خدمت سرانجام دیتے اور سویرے سویرے ہی
 سب کام کاج کر کے واپس آجاتے +
 چند دنوں کے بعد انہوں نے دیکھا کہ کوئی شخص ان سے
 پہلے ہی آکر بڑھیا کے تمام کاج کر جاتا ہے۔ انہیں
 یہ تفتیش کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ یہ کون شخص ہے جو
 ہر روز ثواب حاصل کرنے میں مجھ سے سبقت لے جاتا
 ہے۔ پچنانچہ ایک روز حضرت عمرؓ کچھ رات رہتے ہی
 وہاں پہنچ گئے۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المومنین خلیفہ
 رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس نابینا ضعیفہ کی
 خدمت گزاری سے فارغ ہو کر اس کی جھونپڑی سے
 باہر نکل رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر بولے۔ یا خلیفہ رسول اللہ!
 کیا آپ ہی ہر روز سبقت لے جاتے ہیں +

ایک لڑکی کی قوتِ ایمانی

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کے لئے تشریف لے گئے تو جاتی دفعہ رسول پاکؐ کی خدمت اور ضرورت کے لئے تمام نقد روپیہ جو پانچ چھ ہزار کے قریب تھا اپنے ہمراہ لے گئے آپ کے جانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہؓ کو جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے ایک تو پیٹے کے گھر سے چلے جانے کا خیال پیدا ہوا دوسرے انہیں روپے کے گھر سے نکل جانے کا بھی کچھ صدمہ سا ہوا۔ انہوں نے اپنی پوتی اسمائیت ابو بکرؓ کو مخاطب کر کے کہا بیٹی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابو بکرؓ نے تمہیں دوسری مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ ایک تو وہ خود چلا گیا دوسرے نقد مال بھی ساتھ لے گیا۔

اسما اس وقت بہت چھوٹی تھیں لیکن انہیں نبی کریمؐ

سے عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ نیک باپ کی نیک بیٹی نے
جواب دیا "دادا جان۔ وہ ہمارے لئے کافی روپیہ چھوڑ
گئے ہیں۔ پھر حضرت اسمائے نے ایک پتھر لیا اور اُس پر
کپڑا پیٹ کر اُسے اس گڑھے میں رکھ دیا جس میں روپیہ
رکھا ہوا تھا۔ ابو قحافہ نابینا تھے حضرت اسمائے ان کا ہاتھ
پکڑ کر اُس گڑھے کے پاس لے گئیں۔ ابو قحافہ نے ٹول کر
دیکھا تو وہاں ایک چھوٹی سی گھڑی موجود تھی۔"

ابو قحافہ کو اب اطمینان ہوا اور کہنے لگا۔ خیر جب
تمہارے پاس کافی سرمایہ موجود ہے تو ابو بکرؓ کے جانے کا
چشمہ افسوس نہیں۔ اُس نے اچھا کیا کہ تمہاری ضرورتوں
کے لئے کافی مال چھوڑ گئے۔"

اسما فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بوڑھے دادا کے اطمینان
کے لئے ایسا کیا ورنہ روپیہ تو سارا اتا جان لے جا چکے
تھے۔ انہیں نبی کریمؐ سے عشق تھا اور وہ نبی کریمؐ کے
آرام و آسائش اور ضرورتوں کو اپنی اور اپنی اولاد کی
ضرورتوں پر مقدم سمجھتے تھے۔"

جو انمردی

رسول کریمؐ کی وفات کے بعد پیامہ کا سردار مسلمانہ کذاب جو بہت ہی بد فطرت۔ ظالم اور مغرور انسان تھا اپنی عسکری قوت کے گھمنڈ پر مرتد ہو گیا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کے قبیلہ کے تمام لوگوں نے جن میں چالیس ہزار جنگجو جوان شامل تھے اسے نبی مان لیا۔

اس کے چھوٹے مذہب میں عیاشی اور بد معاشی کی عام اجازت تھی اور اس نے نماز اور زکوٰۃ کو معاف کر دیا۔ بہت سے منافق اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے پاس ایک لاکھ کے قریب فوج جمع ہو گئی۔ حضرت اُمّ عمارہؓ کے بیٹے جب بن زید علاقہ عمان سے مدینہ آئے تھے کہ مسلمانہ کے ہاتھ پڑ گئے۔ مسلمانہ نے ان سے کہا گواہی دو کہ مسلمانہ اللہ کا رسول ہے۔ انہوں نے انکار کر دیا اور کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے رسول ہیں۔“ سلیمہ نے حکم دیا کہ اس کا ایک ہاتھ کاٹ دو۔ جب ہاتھ کٹ چکا تو پھر وہی سوال کیا اور حضرت حبیبؓ نے نہایت بے باکی سے وہی جواب دیا۔ پھر دوسرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

الغرض سلیمہ نے جس قدر سختی سے اپنی نبوت منوانے پر اصرار کیا وہ اتنے ہی صداقت پر اڑ رہے۔ آخر ایک ایک کر کے ان کے تمام اعضا کاٹ دیئے گئے مگر اس اللہ کے بند سے نہ راہ حق سے قدم نہ ہٹایا۔

جب حضرت صدیق اکبرؓ کو سلیمہ کے ظلم و ستم کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید کے ماتحت چار ہزار سپاہیوں کا ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت ام عمارہؓ نے بھی لشکر کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کر لی اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ سلیمہ کو موت کے گھاٹ اتارے گی۔

حق و باطل کی ہولناکی ٹنکر ہوئی۔ سلیمہ اور اس کی فوج نہایت بے جگری سے لڑی۔ اس میں بارہ سو مسلمان مجاہد شہید ہوئے جن میں نامور صحابہ بھی تھے۔ آخر حق باطل پر

غالب آیا۔ اور مسلمہ کا ٹڈی بول لشکر دس ہزار لاشیں
چھوڑ کر میدان سے بھاگ نکلا۔

عین شدت کی لڑائی میں حضرت اُمّ عمارہؓ کو مسلمہ کی
تلاش تھی۔ اُمّ عمارہؓ کی عتابی نگاہوں نے آخر اُسے تاک
لیا اور اپنی تلوار سے مسلمہ کی نوجوں کو چیرتی ہوئی بھوکے شیرینی
کی طرح گرجتی ہوئی مسلمہ کے سر پر پہنچ گئی۔ وہاں تک
پہنچنے میں اُسے گیارہ زخم آئے اور بایاں ہاتھ بھی کلانی
سے کٹ گیا مگر نہایت جوانمردی سے آگے بڑھتی گئی
اور مسلمہ کے قریب پہنچ کر ایک ہاتھ سے اُس پر وار
کیا چاہتی تھی کہ بیک وقت مسلمہ پر دو تلواریں پڑیں
اور اُس کا جسم ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔
دیکھا تو عبد اللہ اور وحشی دو مسلمان پاس کھڑے تھے
جن کی تلواروں نے اس جھوٹے نبی اور اس کی نبوت کا
خاتمہ کر دیا۔

عزم صادق

نبی کریمؐ کے وصال کے بعد نجد اور یمن کے بعض قبیلے جو تھوڑا عرصہ پہلے اسلام لائے تھے اور ابھی ان کے دلوں میں اسلام اور ایمان راسخ نہیں ہوا تھا اسلام سے برگشتہ ہونے لگے۔ نبی کریمؐ کے بعد ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب فرائض اسلامی سے ہم کو آزادی مل گئی ہے۔ وہ زکوٰۃ کو ایک بہت بڑا بوجھ سمجھتے تھے اسی اثنا میں کئی ایک جھوٹے نبی پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے زکوٰۃ سے معافی کا اعلان بھی کر دیا۔ اور یہ لوگ فوراً ان کے اثر میں آ گئے۔

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اولؓ کی اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں حکم بھیجا کہ اگر تم زکوٰۃ سے انکار کرو گے تو تم سے جہاد کیا جائیگا۔ ان قبیلوں نے اپنے اپنے وفد خلیفہ اولؓ کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے کہا۔ ہم کلمہ

پڑھتے ہیں۔ نماز بھی پڑھوالو۔ روزے بھی رکھوالو۔ حج بھی کریں گے مگر زکوٰۃ معاف کر دو ۛ

بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ انہوں نے رستے دی۔ کہ اس وقت فتنہ ارتداد بڑھ رہا ہے۔ کہیں قبیلے بغاوت کر رہے ہیں اور کہیں جھوٹے نبی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لئے مصلحت وقت یہ ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے۔ حضرت عمرؓ کا مشورہ بھی یہی تھا ۛ

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کا جواب سنا تو غضب میں آکر کہنے لگے۔ اے عمرؓ! تم جہالت میں یعنی اسلام لانے سے پہلے تو بڑے جابر تھے لیکن اب تمہیں کیا ہو گیا تم اسلام لا کر ذلیل ہو گئے۔ قرآن پاک اتر چکا۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔ دین کامل ہو چکا۔ کیا اب تم اس میں کمی بیشی کرنا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم اگر زکوٰۃ کا ایک جانور بھی کوئی قبیلہ روکے گا تو میں اس سے ضرور جہاد کروں گا ۛ

قبائل کے وفدنا کام واپس چلے گئے اور خلیفہؓ اول صحابہ کے ایک لشکر کو لے کر خود ان مرتدوں سے مقابلہ

کرنے کے لئے نکلے۔ لوگوں نے روکا اور کہا آپ مدینہ مشورہ
 میں قیام فرمائیں اور خود مقابلہ کے لئے نہ نکلیں۔ اسلامی
 فوج اس کام کے لئے کافی ہے اگر آپ کو کوئی صدمہ
 پہنچا تو نظامِ اُمت منتشر ہو جائیگا لیکن آپ نے اس
 مشورہ کو قبول نہ کیا اور پہلے نبی عیسیٰ سے مقابلہ کیا اور
 انہیں شکست دی۔ اس کے بعد دوسرے قبیلوں کی
 سرکوبی کے لئے بڑھے اور گیارہ امیروں کو مختلف
 اطراف میں روانہ کیا۔ اور تمام مرتدوں کے نام یہ
 اعلان کر دیا کہ جو اللہ کی کتاب پر ایمان لے آئیگا اُسے
 قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس سے جنگ کیا جائیگا لیکن
 جو باز نہ آئیں گے اُن پر تلوار اٹھائی جائے گی اور اُن
 سے بجز اسلام کے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان
 سرداروں کو حکم دیا کہ جس بستی کے لوگ اذان پکارتے
 ان سے ہاتھ روک لیا جائے اور جو اپنے ارتداد پر
 قائم رہیں ان کو سزا دی جائے۔

ابتدائی مسلمانوں کے اوصاف

اجنادین ملک شام کا ایک بڑا شہر تھا۔ اس جگہ مسلمانوں اور رومیوں میں ایک بہت زبردست لڑائی ہوئی۔ ہرقل شاہ روم کا بھائی رومیوں کا سپہ سالار تھا۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ مسلمان شہر پر شہر فتح کرتے چلے آ رہے ہیں اور کسی ملک کی بڑی سی بڑی فوج بھی ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتی۔ وہ سوچنے لگا کہ مسلمانوں کی اس طاقت اور کامیابی کی وجہ کیا ہے۔ مسلمانوں کے پاس نہ ہی رومیوں جیسی تجربہ کار اور ٹرینڈ فوج تھی اور نہ ہی ان کے پاس رومیوں جتنا سامان حرب تھا۔ آخر اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے ایک عیسائی عرب کو مسلمانوں کے لشکر میں بھیجا تا کہ وہ وہاں رہ کر اصل حالات کو معلوم کرے کہ مسلمانوں کی کامرانی کا راز کس طاقت پر ہے۔

یہ شخص چونکہ عرب تھا اس لئے مسلمانوں میں آگیا اور شب و روز مسلمانوں کی تمام حرکات و سکنات کا بغور معائنہ

کیا۔ اس نے دیکھا کہ ہر شخص امیر کا دل و جان سے فرمانبردار ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ میں دیانت دار۔ ایماندار اور صادق القیل ہے۔ اور جب عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو تمام رات نماز اور تلاوت قرآن میں گزار دیتا ہے ۔

جب وہ واپس آیا تو رومی سپہ سالار نے اس سے پوچھا تم نے مسلمانوں کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا:-
 بِاللَّيْلِ رُهْبَانًا وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانًا وَكُوسَرَقِ ابْنِ مَلِكِهِمْ قَطْعُوهُ
 وَكُوسَرَقِ ابْنِ رَجِيمٍ لِقَامَةِ الْحَقِّ فَيَدْفَعُهُمْ رِيه لَيْلٍ رَاتٍ كُو
 راہب اور عابد ہیں۔ اور دن میں بہادر شاہ سوار۔ اگر ان کے
 ماہ شاہ کا بیٹا بھی جو رہی کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں۔
 اور اگر زنا کرے تو پتھر مار کر ہلاک کر دیں۔ حق کے جاری
 کرنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے)

جب سپہ سالار نے یہ سنا تو کہا: جو کچھ تو نے بیان کیا ہے اگر یہ سب سچ ہے تو پھر زمین کے اندر اتر جانا اس سے آسان ہے کہ ان کا مقابلہ کیا جائے ۔

خلوص

بنگ موتہ ہیں رومیوں کے ہاتھوں بہت سے صحابہ کرام
 شہید ہوئے۔ ان میں زید بن حارثہ بھی تھے۔ نبی کریم نے
 وصال سے چند روز قبل رومیوں سے بدلہ لینے کے لئے ایک
 لشکر کو تیار ہی کا حکم دیا۔ اور اس لشکر کے سردار حضرت

اسامہ بن زید مقرر ہوئے۔

جب یہ لشکر کوچ کرنے لگا تو آنحضرت بیمار ہو گئے وحشی
 کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد یہ خبریں آنے لگیں
 کہ بعض نو مسلم قبیلے مرتد ہو رہے ہیں۔ بعض صحابہ نے
 حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول کو عرض کیا کہ اسلام کے
 مخالفوں کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے مناسب ہے
 کہ ایسے وقت میں باہر کوئی فوج نہ بھیجی جائے۔ بلکہ یہیں
 رکھی جائے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔
 حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہایت سختی سے اس مشورے کو

ٹھکرا دیا اور کہا خود حضور نبی کریم نے اس لشکر کی روانگی کا حکم جاری فرمایا تھا اور اس کی تاکید بھی فرمائی تھی۔ اس لئے ابو بکرؓ کسی حالت میں بھی حضور کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ اور جس جھنڈے کو خود رسول خدا نے اپنے ہاتھوں سے باندھا ہو ابو بکرؓ اُسے کھول نہیں سکتا۔

صحابہ نے عرض کیا۔ آپ اس لشکر میں بہت جلیل القدر صحابہ کو باہر بھیج رہے ہیں لیکن قبائل عرب کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں اپنی طاقت کو بکھیر دینا مناسب

نہیں۔ آپ نے اسے ان کے جواب میں فرمایا۔

قسم ہے اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر

میں یہ بھی جان لوں کہ درندے مجھ کو پھاڑ کھائیں گے۔

تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا۔ اور خواہ بستیوں

میں میرے سوائے ایک آدمی بھی نہ رہ جائے پھر بھی

میں اس کے روانہ کئے بغیر نہیں رہوں گا۔

طسپن کا نمونہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت کو سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حضور نبی کریمؐ نے رومیوں کے خلاف جس شکر کو تیاری کا حکم دیا تھا۔ اُسے روانہ فرمایا۔ رسول خداؐ نے اس شکر کا سردار اُسامہ بن زید کو مقرر فرمایا تھا۔ اُسامہ زید کے بیٹے تھے۔ وہ زید جو آنحضرتؐ کے غلام مشہور تھے۔ اُس وقت ان کی عمر صرف سترہ سال کی تھی ۔

بعض صحابہ نے اعتراض کیا کہ اگر آپؐ نے شکر بھیجا ہی ہے تو اس کا سردار کسی سن رسیدہ اور شریف النسل آدمی کو بنائیں۔ ان اعتراض کرنے والوں میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے نہایت غصے سے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا: رسول اللہؐ نے اُسامہ کو سردار مقرر کیا ہے کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ابو بکرؓ اسے

بر طرف کر دے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔
 جب آپ اس فوج کو رخصت کرنے کے لئے تشریف
 لے گئے تو اُسامہ گھوڑے پر سوار تھے اور امیر المومنین
 خلیفہ وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ اُن کے رکاب میں پیدل
 چل رہے تھے۔ ان کا گھوڑا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ
 تھامے ہوئے جا رہے تھے حضرت اُسامہؓ نے پاس ادب
 سے کہا "امیر المومنین یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا مجھے
 اُترنے کی اجازت دیں" فرمایا "نہ میں خود سوار
 ہوں گا نہ تمہیں اُترنے کی اجازت دوں گا۔ چنانچہ
 آپ پیادہ پا دور تک اس لڑ جوان غلام زادے امیر
 لشکر کی رکاب میں چلے گئے تاکہ عرب کے بڑے بڑے
 سردار اور رئیس جو غلام زادوں کو پتھر سمجھتے تھے اور
 جو اس لشکر میں بطور سپاہی شامل تھے اطاعت امیر کا
 سبق اور ڈسپلن امیر المومنین سے سیکھیں +
 اس فوج میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔ حالات
 کی نزاکت کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ انہیں مدینہ
 میں ٹھہرانا چاہتے تھے اور بحیثیت خلیفہ وقت ایسا

کرنے کے مجاز بھی تھے لیکن اب حضرت عمرؓ اُسامہ کے زیرِ کمان تھے۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اُسامہ سے درخواست کی کہ اگر مناسب سمجھو تو عمرؓ کو میری مدد کے لئے یہاں رہنے دو۔ حضرت اُسامہ نے اجازت دے دی اور اُن کی اجازت سے حضرت عمرؓ کو ٹھہرا لیا گیا۔

اس سے بڑھ کر ڈسپین کی مثال دُنیا میں بہت کم ملے گی کہ ایک غلام زادہ کو بڑے بڑے ہاشمی سرداروں کا سپہ سالار مقرر کر دیا جائے اور وہ اس کی اطاعت میں کان تک نہ ہلاٹیں اور خود بادشاہ وقت اس کے رکاب میں پیدل چلے۔

شمسیر زن خواتین

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں حضرت ابو عبیدہؓ اور خالد بن ولیدؓ کی فوجیں عراق فتح کرنے کے بعد دمشق میں آکر مل گئیں۔ اہل دمشق میدان سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ کئی دنوں تک شہر کا محاصرہ جاری رہا۔ آخر دونوں جرئیل دمشق کو چھوڑ کر اجنادین کی طرف بڑھے جہاں رومیوں کی نوے ہزار فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بڑھ رہی تھی۔

اس اثنا میں قیصر روم نے دمشق کی مدد کے لئے کچھ فوج بھیج دی۔ جس کا مقابلہ دمشق سے جانے والے مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔ جب دمشق والوں نے دیکھا کہ ملک پہنچ گئی ہے تو وہ بھی ہتھیابند ہو کر قلعہ سے نکلے اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

اب مسلمان دونوں فوجوں کے درمیان تھے۔ پہلے انہوں نے تازہ دم رومی فوج سے لڑنا شروع کیا۔

اس اثناء میں اہل دمشق نے مسلمان عورتوں کو جو فوج کے پیچھے تھیں اپنی حراست میں لے لیا اور ان کے گرد گھیرا ڈال کر انہیں قلعہ کی طرف لے جانا چاہا +

ان عورتوں میں خولہ بنت ازیذ بھی تھیں۔ انہوں نے دوسری مسلمان عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بہنو۔ کیا تم یہ گوارا کر سکتی ہو۔ کہ مشرکین دمشق کے قبضہ میں چلی جاؤ۔ کیا تم عربوں کی شجاعت کے دامن پر دماغ لگانا چاہتی ہو۔ کیا تمہاری غیرت جاتی رہی؟ کیا تمہاری حمیت مردہ ہو چکی۔ میں تو اس ذلت سے موت کو ترجیح دوں گی +

ان چند لفظوں نے ان مسلم خواتین کے خون کو گرما دیا۔ انہوں نے خمیوں کی چوہیں پکڑ لیں۔ کسی نے تلوار نیکالی اور کسی نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور سب بھوکے شیرنیوں کی طرح مخالفین پر حملہ آور ہو گئیں اور ان کی آن میں تیس کے قریب دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ دشمنوں نے بھی مقابلہ شروع کر دیا لیکن اس اثناء میں مسلمان رومیوں سے فارغ ہو کر اس طرف بڑھے اور دمشق فتح انہیں دیکھ کر بھر قلعہ کی طرف بھاگ گئی +

قرآن کا معجزہ

حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے متعلق تواریخ میں مختلف واقعات درج ہیں لیکن سب سے مشہور اور معتبر وہ ہے جو طبرانی اور بیہقی میں درج ہے *
 حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمؐ کا جانی دشمن تھا۔ ایک دن میں مکہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا جس کا نام نعیم بن عبد اللہ تھا۔ اُس نے کہا ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے گھر میں وہ کام ہو جاتے ہیں کہ تمہیں خبر ہی نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ اُس نے کہا تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے *
 میں وہیں سے بہن کے مکان کی طرف لوٹا اور

پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے جواب ملا کون ہے؟ میں
 نے کہا عمرؓ۔ اندر کے آدمی مجھ سے ڈر گئے اور ایک کتاب
 جو وہ پڑھ رہے تھے گھبراہٹ میں وہیں رکھ دی +
 میری بہن نے دروازہ کھولا۔ میں نے کہا اسے جان
 کی دشمن تُو بے دین ہو گئی۔ یہ کہہ کر جو کچھ میرے ہاتھ میں
 تھا اُس کے سر پر سے مارا جس سے وہ زخمی ہو گئی اور
 سر سے خون بہنے لگا۔ بہن نے رو کر کہا جو کچھ میری سمجھ
 میں آیا میں نے کر لیا۔ میں اندر گیا اور چار پائی پر جا کر
 بیٹھ گیا۔ میں نے وہاں ایک کتاب دیکھی۔ پوچھا یہ کیا
 ہے؟ میرے پاس لاؤ۔ بہن نے کہا تم ناپاک ہو تم اسے
 نہیں چھو سکتے۔ میں نے غسل کیا۔ انہوں نے وہ کتاب
 دی۔ جب اُسے کھولا تو لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 رَبِّیْ اِنَّا سَاغِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ بِمِلَّتِکَ
 کاتب کیا۔ تیسری بار جب میں نے اُمِّتُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
 تک پڑھا تو میں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 یہ سن کر گھر کے تمام آدمی دوڑے اور زور سے بکیر کہی +
 پھر میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں

تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ابوار قم کے مکان میں
 میں وہاں گیا اور دروازہ پر دستک دی۔ پوچھا کون
 ہے؟ میں نے کہا عمر۔ چونکہ لوگ میری اسلام دشمنی سے
 واقف تھے۔ انہوں نے دروازہ نہ کھولا حتیٰ کہ نبی کریمؐ نے
 فرمایا دروازہ کھول دو۔ اگر وہ نیک ارادہ سے آیا ہے تو
 ہم اُسے سر آنکھوں پر جگہ دیں گے ورنہ ہمارے تلوار ہوگی
 اور اُس کا سر۔ پھر آپؐ نے میرا نام پکڑ کر اپنی
 طرف کھینچا اور فرمایا "عمرؓ مسلمان ہو جاؤ۔ اے اللہ سے
 ہدایت دے۔" میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور تمام مسلمانوں
 نے اس زور سے بکیر کہی کہ مکہ کی گلیاں نعرۂ بکیر سے
 گونج اٹھیں +

دنیا سے بے اعتنائی

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام اور ایران فتح ہوئے اور مدینہ منورہ میں مال و دولت کی اس قدر کثرت تھی کہ کوئی محتاج ڈھونڈنے سے نہ ملتا تھا۔ بیت المال میں زر و جواہرات کے انبار لگے ہوئے تھے لیکن مسلمانوں کے بادشاہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ جو کی روٹی اُن کی غذا اور زیتون کا تیل اُن کا سالن تھا۔ وہ بیت المال کے خزانے کو قوم کا حق سمجھتے تھے اور مستحقوں کے سوائے کسی اور پر اُسے حلال نہیں سمجھتے تھے۔ بیت المال سے آپ صرف گزارہ لیتے تھے اور یہ رقم اتنی قلیل تھی کہ نہایت تنگی سے بسر اوقات ہوتی۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ نے جب امیر المومنین کی اس تنگ دستی کو دیکھا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ امیر المومنین کو کہا جائے کہ وہ اپنے روزیہ یا تنخواہ کو زیادہ کر لیں

لیکن کسی کو ایسا کہنے کی جرأت نہ تھی۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ حضرت عمرؓ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور کہا: آپ ہمارا نام ظاہر نہ کریں لیکن امیر المومنین کو کہیں کہ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ آپ بیت المال سے جو روزیہ یا گزارہ لیتے ہیں اس کو زیادہ کریں تاکہ آپ کا گزارا وقت فارغ البالی سے ہو۔

حضرت حفصہؓ نے جب یہ پیغام خلیفہ ثانی کو سنایا تو انہوں نے پوچھا۔ کہ یہ کون لوگ تھے جو مجھے ایسی ترغیب دیتے ہیں۔ میں ضرور ان کی خبر لوں گا۔ حضرت حفصہؓ نے کہا میں ان کا نام ظاہر نہیں کر سکتی۔

پھر آپ نے فرمایا اے جان پدر۔ کیا رسول اللہؐ نے فاتے نہیں کئے۔ کیا حضورؐ نے پیوند لگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے۔ جب انہوں نے اس فنا ہو جانے والے دنیاوی مال و دولت کی طرف توجہ نہیں کی تو مجھے اسی حالت میں رہنے دو۔

اطاعتِ امیر اور خلوص

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایران اور شام کی فتوحات میں بہادری کے جوہر دکھائے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جس طرف اُن کا قدم اٹھتا فتح و نصرت اُن کے قدم چومتی۔ رسول مقبولؐ نے انہیں سِنْفٌ مِّنْ سِبْؤِفِ اللّٰہِ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ واقعی یہ خدا کی تلوار تھی۔ اور ایسی بے پناہ تلوار کہ جس طرف اٹھتی دشمن اس کی تاب نہ لاسکتے۔ یہ شام کی لڑائی میں اسلامی فوجوں کے سپہ سالار تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کے نائب تھے۔ ۱۳ھ میں جب حضرت عمرؓ تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے حضرت خالدؓ کی معزولی کا حکم نافذ کر دیا ہے۔ یہ حکم عین اس وقت پہنچا جب وہ جنگ کے اگلے محاذ میں لڑ رہے تھے۔ آپ نے اس حکم کو نہایت فراخ دلی سے سنا اور فرمایا۔ مجھے امیر المؤمنین کا حکم بسر و چشم منظور ہے میں اپنی امارت کے لئے جنگ نہیں کر رہا۔ ابو عبیدہ میں سلام کی

خاطر لڑ رہا ہوں۔ امیر المومنین نے آپ کو سالار اور امیر مقرر کر دیا ہے اور میں بخوشی ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے آپ کے ماتحت لڑتا رہوں گا ۱۰

چنانچہ حضرت خالدؓ حضرت ابو عبیدہؓ کے ماتحت نہایت بہادری سے لڑتے رہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ جاں فروشی اور مستعدی کا اظہار کیا۔ اور ہر موقع پر حضرت ابو عبیدہؓ کو مفید جنگی مشورے دیتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی فوج کو ایک بے نظیر فتح حاصل ہوئی ۱۰

حضرت خالدؓ اپنی سپہ گری اور بہادری کی وجہ سے تو پہلے ہی شہرت حاصل کر چکے تھے اب ان کے خلوص نے ان کی عزت کو چار چاند لگا دئے۔ اور حضرت عمرؓ نے خالدؓ کو معزول کر کے یونیا کے دلوں سے یہ غلط خیال بھی نکال دیا کہ عراق۔ ایران اور شام میں مسلمانوں کو جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں وہ سب خالدؓ کی سپہ گری۔ شجاعت کی مرہون منت ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسلام کی برکت سے حاصل ہو رہی ہیں ۱۰

حضرت خالد طرابلس کی جنگ میں بھی شامل تھے اور حضرت
 ابو عبیدہ کے ماتحت لڑ رہے تھے۔ اس لڑائی میں مسلمان دشمنوں
 کے ترغہ میں گھر گئے۔ اور حضرت ابو عبیدہ پریشان ہو کر خالد
 کے پاس آئے اور کہنے لگے ”اے سیف اللہ۔ مسلمانوں کی
 مدد کرو۔ وہ دشمنوں کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطے کھا رہے
 ہیں۔ اور ان کے سر جو خدا کے سوائے کسی کے آگے نہیں
 جھکتے گھوڑوں کے قدموں میں روندے جا رہے ہیں۔“
 خالد یہ سن کر بے تاب ہو گئے اور کہنے لگے۔ اے امیر
 میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ خدا کی قسم اگر امیر المؤمنین
 آپ کی جگہ کسی سچے کو بھی میرا سردار مقرر کر دیتے تو میں
 اس کے حکم کو اسی طرح مانتا جس طرح امیر المؤمنین کے حکم
 کو۔ یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لی اور اس تیزی کے ساتھ
 دشمنوں پر چھٹے جس طرح ایک باز چڑیوں پر چھٹتا ہے
 اور ان کی آن میں انہیں میدان سے بھگا دیا۔

حضرت عمرؓ کی سادگی

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مسلمانوں نے شام پر چڑھائی کی اور تمام مشہور مقامات مثلاً حمص - حلب - انطاکیہ - قیصرہ اور اجنادین وغیرہ فتح کرتے ہوئے بیت المقدس تک پہنچ گئے۔ یہ عیسائیوں کا متبرک مقام تھا۔ اس کے لئے عیسائیوں نے پورا زور لگایا لیکن دوسری شکستوں نے ان کی مکر توڑ دی تھی اور انہوں نے شہر میں داخل ہو کر اُس کے دروازے بند کر دیئے۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسے سختی سے چلایا رکھا۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے جو شرائط پیش کیں وہ بالکل سادہ تھیں :

عیسائی شہر کو مسلمانوں کے سپرد کرنے پر تیار ہو گئے مگر شرط یہ تھی کہ عہد نامہ خود خلیفہ آ کر لکھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے جو اس عہد کے سالار تھے بارگاہ

خلافت میں پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے تمام اصحاب کو مسجد نبویؐ میں اکٹھا کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ آخر حضرت علیؓ کی رائے کے مطابق حضرت عمرؓ نے بیت المقدس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

آپ مدینہ منورہ سے اس حالت میں روانہ ہوئے کہ آپ کے ہمراہ ایک اونٹ۔ ایک خادم اور ایک بھیلہ تھا جس میں بھینے ہوئے جو اور کچھ کھجوریں تھیں۔ ایک مشکیرہ اور ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ آپ اور آپ کا غلام باری باری اونٹ پر سوار ہوئے۔ جب آپ سوار ہوئے تو غلام اونٹ کی ٹھار پکڑ لیتا اور جب غلام اونٹ پر سوار ہوتا تو آپ اس کی ٹھار پکڑ کر اونٹ کے آگے آگے چلتے۔

جب بیت المقدس پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ اور سرداران فتنی آپ کے استقبال کے لئے نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا بادشاہ جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کانپ رہے تھے ایک پھٹی ہوئی عبا پہنے پا پیادہ آ رہا ہے انہیں خیال پیدا ہوا کہ عیسائی لوگ جن کے معمولی سردار بڑی

آن بان اور شان و شوکت سے رہتے ہیں ہمارے بادشاہ
 کو دیکھ کر کیا کہیں گے۔ انہوں نے ایک اعلیٰ تر کی گھوڑا
 اور ایک بہت قیمتی لباس آپ کے لئے پیش کیا۔
 آپ نے گھوڑا اور لباس واپس کرتے ہوئے فرمایا
 *خدا نے ہمیں جو عزت دی ہے وہی ہمارے لئے کافی
 ہے۔ وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمیں اس پر فخر
 ہے۔*

عیسائیوں نے حضرت عمرؓ کو اس لئے بیت المقدس آنے
 کو کہا تھا کہ وہ اپنی کتابوں میں یہ پیش گوئی پڑھ چکے تھے
 کہ بیت المقدس کو وہ قوم فتح کرے گی جن کا بادشاہ پیوند
 لگی ہوئی عبا پہنے گا اور با پیادہ شہر میں داخل ہوگا جب
 انہوں نے امیر المومنین کے حلیہ اور وضع قطع کا اپنی پیش گوئی
 کی کتابوں سے مقابلہ کیا تو فوراً شہر ان کے حوالے
 کر دیا۔*

عزم راسخ اور توکل

ردجلہ کو بحالت طُغیانی عبور کرنے والے شاہسوارم
 رجن دنوں مسلمانوں نے ایران پر چڑھائی کی اُن دنوں
 مدائن فارس کا دارالسلطنت تھا۔ اس شہر میں وہ قصر
 ابیض واقع تھا جس کے فتح ہونے کی بشارت حضور نبی
 کریم فرما چکے تھے۔ یہ دریا ئے و جلہ کے مشرق میں واقع
 تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ قادیسیہ کی فتح کے بعد مدائن
 کی طرف بڑھے۔ اور و جلہ کے مغرب میں جس قدر فارس کا
 علاقہ تھا اُسے فتح کرتے ہوئے بہرہ سیر تک پہنچ گئے
 جو و جلہ کے مغرب میں واقع تھا۔ مسلمانوں نے اس شہر کا
 محاصرہ کر لیا جو دو ماہ تک جاری رہا۔ آخر بہرہ سیر کا
 گورنر رعایا اور فوج کے ہمراہ مدائن چلا گیا۔ اور
 وہاں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بہت بڑا لشکر جمع

ہو گیا ۔

ان دنوں دریائے دجلہ طغیانی پر تھا اور بارش کی کثرت کی وجہ سے اس کا عرض سیلوں تک پھیلا ہوا تھا اور اس کے زور شور کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فارس والوں نے دجلہ کے ساحل سے تمام کشتیاں اٹھالیں اور دریا کو عبور کرنے کی اب کوئی صورت نہ رہی ۔ مسلمان دجلہ کے مغربی کنارے پر ڈیرے ڈالے تھے اور دوسری جانب ایران کی بے پناہ فوج ان کے مقابلہ کے لئے جمع ہو رہی تھی۔ اور ہر روز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اب مسلمان حیران تھے کہ دریا کو کس طرح عبور کیا جائے ۔

آخر ایک رات حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان دجلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپ نے صبح نماز سے فارغ ہو کر تمام اسلامی لشکر کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

”دشمن نے دریا کی طغیانی میں پناہ لے رکھی ہے۔ اس کے پاس کشتیاں ہیں اور وہ جب چاہے تم پر

حملہ آور ہو سکتا ہے لیکن تم اس پر حملہ نہیں کر سکتے۔
 میری رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ دنیا تم پر
 غالب آجائے اور اس میں موٹا ہونے سے تمہارے
 حالات بدل جائیں اور تمہارے خلیوں اور ایمان میں
 کمی آجائے اللہ کے واسطے کچھ کام کرو۔ میں تو
 اب مصمم ارادہ کر چکا ہوں کہ معبود حقیقی اور قادر مطلق
 پر بھروسہ کرتا ہوں اپنا گھوڑا اور یا میں ڈال دوں۔
 اس شکر میں سب سوار ہی تھے اور پیادہ ایک
 بھی نہ تھا۔ جب انہوں نے سپہ سالار کے عزم راسخ اور
 توکل کو دیکھا تو سب نے یک زبان ہو کر کہا ہم اپنے
 امیر کے حکم کی دل و جان سے اطاعت کریں گے اور
 جس آگ اور پانی میں کودنے کا ہمیں حکم ہو گا ہم بلا تامل
 اس کے حکم پر بیتک کہتے ہوئے اس میں کود پڑیں گے۔
 جب حضرت سعد نے مسلمانوں کے اس جذبہ اطاعت
 اور خلوص کو دیکھا تو فرمایا: اس سمندر نما دور یا کو عبور
 کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور خدا پر توکل کرتے ہوئے
 اپنے گھوڑے اس میں ڈال دو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے

سب سے پہلے آپ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا
 اور آپ کے رفیق حضرت سلمان فارسی تھے۔ تمام لشکر
 کو اس طرح ترتیب دی گئی کہ دو دو مسلمان سوار
 باہم ملے ہوئے دریا میں گزر رہے تھے اور حضرت سواد
 کی زبان پر یہ ورد جاری تھا۔ تَسْتَعِينُ بِاللّٰهِ وَنَشَوُكُلِّ
 عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ لِيَنْصُرِنَا
 وَلِيَتَّهِمَ وَيُظْهِرَ دِيْنَهُ وَيُكْفِرَ مَنْ عَدُوَّةٍ وَلَا قُوَّةَ
 اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

رہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اُس پر بھروسہ کرتے
 ہیں۔ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اللہ
 کی قسم وہ ضرور اپنے دُور کو فتح دے گا اور اپنے دین
 کو غالب کرے گا۔ اور دُشمن کو شکست دے گا۔ بزرگ و برتر
 خدا کے بغیر کسی میں قوت نہیں (

اللہ پر بھروسہ کرنے والے مجاہدین کا ساتھ ہزار کا
 لشکر اس دریا میں ایسے گزر رہا تھا جیسے وہ کسی
 باغ کی روشوں پر چل قدمی کرتے چلے جا رہے ہیں۔
 اور خدائے بزرگ و برتر پر ان کے ایمان کا یہ نتیجہ ہوا

کہ تمام شکر صحیح و سالم و جلد کے پار پہنچ گیا اور کسی
جان و مال کا نقصان نہ ہوا *۔

کہتے ہیں کہ ایک سپاہی کا پیالہ دریا میں گر گیا اور دریا
کی موجیں اُسے بہا کر لے گئیں۔ اُس کے ہمراہی نے
مذاق کے طور پر اُسے کہا تقدیر نے تیرے پیالے کو
اُڑا لیا۔ جس کے جواب میں اُس نے سچتہ ایمان مسلمان نے
کہا: یہ تعجب کی بات ہے کہ سارے شکر میں سے
صرف میرا ہی پیالہ ضائع ہو۔ خدا کی قسم میں ایسی حالت
میں ہوں اور مجھے خدا پر اتنا یقین ہے کہ میرا پیالہ کبھی
ضائع نہیں ہوگا۔ اس شخص کا صدق و خلوص قابلِ غور
ہے۔ دریا کی موجوں نے پیالہ کو کنا سے پر پھینک دیا
اور جب یہ لشکر دریا سے پار اُترا تو اس مرد مومن کا
پیالہ کنارہ پر موجود تھا۔ علامہ اقبال نے درست
فرمایا ہے:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضرت خالد بن ولید کی کرامت

حضرت خالد بن ولید نے جناب رسول اکرم کے زمانہ سے لے کر خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانہ تک بڑے بڑے جنگوں میں حصہ لیا اور عراق۔ ایران۔ شام اور روم کو زیر و زبر کرنے والا یہی بہادر جرنیل تھا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں جب پیامہ کی فتح اور مسلمانوں کے قتل سے فراغت ہوئی تو انہیں خلیفہ اول کی طرف سے عراق کو روانگی کا حکم ملا۔ آپ عراق میں داخل ہوئے اور بہت سے مقامات کو فتح کرتے ہوئے مقام حیرہ پہنچ گئے۔ اہل حیرہ خالد بن ولید کے کارناموں کو سن چکے تھے۔ پہلے تو انہوں نے صلح سے انکار کر دیا مگر غور و خوض کے بعد وہ صلح پر آمادہ ہو گئے اور ایک سردار ابن

بقیلہ کو صلح کی شرطیں طے کرنے کے لئے خالدؓ کے پاس بھیجا۔

جب ابن بقیلہ حضرت خالدؓ سے باتیں کر رہا تھا تو حضرت خالدؓ نے ابن بقیلہ کے خادم کے ہاتھ میں ایک تھیلی دیکھی۔ پوچھا اس میں کیا ہے؟ ابن بقیلہ نے جواب دیا اس میں زہر ہے۔ پوچھا یہ کس لئے؟ جواب دیا میں اپنے ہمراہ اس لئے زہر لایا ہوں کہ اگر تمہارے ساتھ صلح نہ ہو سکے اور مجھے حالات اچھے نظر نہ آئیں تو میں یہ زہر کھا کر اپنے تئیں ہلاک کر لوں کیونکہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی ہے۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا۔ موت تو کسی کے اختیار میں نہیں۔ معین وقت سے پہلے کوئی نہیں مر سکتا۔ اس لئے زہر کھانا یا نہ کھانا برابر ہے۔ بوڑھا ابن بقیلہ بولا یہ کیسے؟ آخر یہ زہر ہے۔ اس کے کھانے سے آدمی ہلاک ہو کر رہتا ہے۔ اس میں معین وقت کا سوال ہی کیا ہے؟

یہ سن کر حضرت خالدؓ نے زہر کی ڈلی اس کے ہاتھ

سے لی اور بسم اللہ خیر الالہ سما۔ رَبُّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ
 پڑھ کر زہر کو نکل گئے۔ چیرہ کا سرورار یہ دیکھ کر
 حیران رہ گیا اور اُس بہاؤ و جرنیل کی طرف ٹکٹکی باندھ
 کر دیکھنے لگا اور جب دیکھا کہ اس پر زہر کا مطلق
 اثر نہیں ہوا تو بولا: تم لوگوں کو اپنے خدا پر پورا پورا
 بھروسہ ہے اور جب تک تمہاری یہ حالت ہے تم اپنے
 مقاصد میں کامیاب ہو گے اور دُنیا کی کوئی طاقت
 تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اب اُس نے حضرت خالد
 بن ولید کی تمام شرطیں قبول کر لیں اور شہر اُن کے
 حوالے کر دیا۔

غیر مندرجہ عورتیں

تاریخ طبری میں یہ واقعہ درج ہے کہ جب دریائے
وجلہ کے قریب مسلمانوں اور مشرکین میں مقابلہ ہوا تو
مسلمانوں کی تعداد مشرکین کے مقابلہ میں بہت تھوڑی
تھی۔ مسلمان مجاہدین کے ہمراہ عورتیں بھی تھیں۔ یہ
مسلمان عورتیں مجاہدین کے کھانے کا انتظام کرتی
تھیں اور ان کے ہتھیار درست کرتیں۔

مغیرہ جو اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے بہت
ہوشیار اور فہمیدہ جرنیل تھے۔ انہوں نے عورتوں
کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور ان کے کیمپ سے بہت
آگے بڑھ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ مسلمان اگرچہ تعداد
میں کم تھے لیکن بڑے حوصلہ اور شجاعت سے لڑے
آخر کثرت کے مقابلہ میں انہیں کچھ پیچھے ہٹنا پڑا۔
جب مسلمان خاتونوں نے دیکھا کہ ان کے بھائی

اور عزیز بے دم ہو رہے ہیں تو اُن کی رگِ حمیت میں
جوش پیدا ہوا اور اودھ بڑی حارث نے جو عقبہ کی بیوی
تھی مسلمان عورتوں کو اکٹھا کیا اور اُن میں ایک دل
ہلا دینے والی تقریر کی۔ اُس نے کہا: اب تک مسلمانوں
نے کسی جنگ میں شکست نہیں کھائی اور نہ اب تک
دشمن کو پیٹھ دکھائی ہے۔ لیکن آج ہم دیکھتی ہیں کہ
دشمن ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور مسلمان
مجاہدین کے پاؤں اکھڑتے نظر آتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ
انہیں شکست ہو گئی تو مشرکین ہم پر حملہ آور ہونگے
اور ہماری آبرو پر ہاتھ ڈالیں گے۔ کیا تم ان ناپاک
مشرکوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر ذلیل و بے عزت
ہونا گوارا کرو گی۔ خدا کی قسم اس وقت سے پہلے ہمارا
مرحانا بہتر ہے۔ اس لئے آؤ۔ ہم بھی مجاہدین کی مدد
کریں اور دشمن کے ہاتھوں میں پڑ کر اپنی عزت و
ناموس گنوانے کی بجائے میدانِ جنگ میں لڑ کر شہید
ہو جائیں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا اور اُسے

نیچے کی چوب کے ساتھ باندھ کر اس کا پرچم بنا لیا۔
 دوسری عورتوں نے بھی اس کی پیروی کی اور خیموں
 کی چوپیس۔ لاٹھیاں اور تنواریں ہاتھ میں لے کر میدان
 جنگ کی طرف بڑھیں ۛ

جب یہ مجاہدین کے قریب پہنچیں تو اُن کے نعرہ
 ہٹے تکیر سے میدان گونج اُٹھا۔ دشمنوں نے سمجھا۔
 کہ مسلمانوں کی امداد کے لئے ایک تازہ دم فوج
 آ پہنچی ہے۔ اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔ وہ میدان جنگ سے
 بھاگ نکلے اور ان مجاہد خواتین کی جرأت کی بدولت
 مسلمانوں کی شکست فتح سے بدل گئی ۛ

کفر پاپ کی اطاعت نہ کرو

حضرت سعد بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کا فرمانبردار بیٹا تھا۔ میں اس کا ہر ایک حکم مانتا اور اس کی اطاعت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔

جب میں اسلام لایا تو میری ماں نے کہا۔ اس مذہب کو چھوڑ دو ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں مرجاؤں گی اور تمہارے دامن اخلاق پر یہ بدنامی و صوبہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ لیکن میں نے اپنی ماں کا کہنا نہ مانا اور اُس نے کئی دن تک کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اس طرح اس کی حالت روز بروز نازک ہوتی گئی۔ میں نے اُسے صاف صاف کہہ دیا "اماں! تمہارے جسم میں سو جانیں ہوں اور ایک ایک جان باری باری نکلتی رہے تب بھی میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ تم کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ لیکن میں اللہ کے دین سے نہیں پھر سکتا۔"

دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا خط

مصر کی زرخیزی اور پیداوار کا باعث دریائے نیل ہے جب اس میں طغیانی آتی ہے تو اس کے گرد و نواح کا تمام علاقہ سیراب ہو جاتا ہے۔ اور جس سال نیل میں پانی کم ہو اور طغیانی نہ آئے مصر میں قحط پڑ جاتا ہے۔

مسلمانوں کے مصر فتح کرنے سے پہلے وہاں قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ لوگ ہر سال ایک مقررہ تاریخ کو ایک کنواری لڑکی کو ڈھن کی طرح زیورات اور عمدہ لباس سے آراستہ کر کے دریائے نیل میں ڈال دیتے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر دریا کو بھینٹ نہ دی جائے تو وہ پانی نہیں دے گا۔

جب مسلمانوں نے مصر فتح کر لیا تو وہاں کے باشندے جو قطبی کہلاتے تھے حاکم مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے اور حسب دستور ایک لڑکی کو بھینٹ چڑھانے کی اجازت مانگی۔ والے مصر نے اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا اسلام ایسی باتوں کو فضول اور خرافات قرار دیتا ہے۔

میں ایک انسانی جان کے قتل کی اجازت نہیں دے سکتا۔
 اتفاق ایسا ہوا کہ اس سال پارس میں کم ہوئیں اور دریا
 میں طغیانی نہ آئی اور ملک میں فحط کا خطرہ پیدا ہو گیا۔
 حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس واقعہ کی مفصل اطلاع
 دربار خلافت میں بھیج دی۔ خلیفہ وقت حضرت عمرؓ نے
 جواب میں لکھا تم نے دریائے نیل کو بھینٹ دینے کی جو
 ممانعت کی بہت اچھا کیا۔ میں ایک خط بھیجتا ہوں اس کو
 دریا میں ڈال دو۔

یہ خط حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کے نام لکھا تھا اور
 اس کا مضمون یہ تھا:-

اللہ کے بندے اور مسلمانوں کے امیر عمرؓ کی طرف سے
 نیل مصر کے نام ہے انا بعد۔ اسے نیل! اگر تو اپنے اختیار
 سے بہتا ہے تو مت بہنا۔ لیکن اگر تو اللہ تبارک تعالیٰ کے
 حکم سے بہتا ہے تو ہم اس حکم الحاکمین سے دعا کرتے
 ہیں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

جو نہی یہ خط دریا میں ڈالا گیا اس میں اتنی طغیانی آئی کہ
 اس سے پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔

صحابہ کرامؓ کی آواز کی تاثیر

۱۵ھ تک مسلمانوں نے جزیرۃ العرب کے علاوہ تمام عراق، شام، ایران اور روم کو فتح کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ افریقہ کو فتح کرتے ہوئے قبروان تک پہنچ گئے۔ قبروان شمال مغربی افریقہ کے ان شہروں میں سے تھا جو اسلامی شان و شوکت کی ایک زندہ یادگار تھی اور جو عرصہ تک شمال مغربی افریقہ کا دارالسلطنت رہا۔ اس شہر کی بنیاد اور آبادی کا واقعہ دنیا کی تاریخ میں قابل یادگار واقعہ ہے جو اسلام کی صداقت اور صحابہ کی عظمت اور بزرگی کی زندہ مثال ہے۔

امیر معاویہ کے زمانہ میں عقبہ بن نافع نے افریقہ کو فتح کیا اور اس ملک کے اصلی باشندوں میں سے جو بربری کہلاتے ہیں کچھ مسلمان بھی ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے وہاں کوئی مستقل چھاؤنی نہ تھی۔ حضرت عقبہؓ نے وہاں

مستقل چھاؤنی بنانے کے لئے ایک ایسی جگہ کو منتخب کیا جو گنجان جنگل تھا اور ہر قسم کے وحشی حیوانوں اور زہریلے جانوروں کا مسکن تھا۔

جب مسلمانوں کو حضرت عقبہ کے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہا یہ نہایت ہی خطرناک مقام ہے اور یہاں مسلمانوں کا آباد ہونا بہت مصیبتوں کا پیش خیمہ ہوگا۔ اس لشکر میں اٹھارہ صحابی تھے۔ حضرت عقبہ امیر لشکر نے ان سب کو جمع کیا اور اس جنگل میں لے گئے اور وہاں درندوں اور حشرات الارض کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

اے درندو اور موذی جانورو۔ ہم رسول اللہ کے اصحاب اس جگہ آباد ہونا اور قیام کرنا چاہتے ہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ اور اس جگہ قیام کرنا چھوڑ دو۔ اس کے بعد ہم جس کو یہاں دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔

اس آواز میں ایسی تاثیر تھی کہ تمام درندوں سانپوں اور موذی جانوروں میں ہل چل پڑ گئی اور سب اپنی اپنی بلوں اور کمپوں سے نکل کر بھاگنے لگے۔ شیر

اور بھیڑے اپنے اپنے بچوں کو اٹھائے اور سانپ اپنے
 سپولیوں کو کمروں سے چمٹائے اُس جنگل سے باہر
 جا رہے تھے اور آن کی آن میں وہ تمام علاقہ ان
 درندوں اور مُوڑی جانوروں سے پاک ہو گیا اور وہاں
 عالیشان مسجدیں اور قصر تعمیر ہو کر ایک بہت بڑا شہر آباد
 ہو گیا۔

جب بربری لوگوں نے صحابہ کی یہ کرامت اپنی آنکھوں
 سے دیکھی تو ہزار ہا بربری جو پہلے مسلمانوں کے
 سخت دشمن تھے صدق دل سے ایمان لے آئے اور
 اسلام کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔

حضرت علیؑ کی منصف مزاجی

حضرت علی المرتضیٰؑ کی خلافت کے زمانہ میں کسی ملک کے فتح ہونے پر ایک موتیوں کا ہار بیت المال میں آیا۔ امیر المؤمنین کی بیٹی نے بھی سنا کہ یہ ہار نہایت ہی عمدہ اور خوبصورت ہے۔ عید کے دن اس صاحبزادی نے خزانہ کے امیر علی بن ابی رافع سے یہ ہار ایک دن کے لئے عاریتاً مانگ بھیجا۔ انہوں نے اس شرط پر یہ ہار بھیج دیا کہ عید کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت امیر المؤمنین جب گھر تشریف لائے تو آپ کی نظر اس ہار پر پڑی اور پہچانتے ہی پوچھا یہ ہار کہاں سے لیا ہے۔ صاحبزادی نے جواب دیا: "بیت المال کے خزانچی سے ایک دن کے لئے عاریتاً لیا ہے" آپ نے فوراً خزانچی کو بلا یا اور اُسے کہا تم نے مسلمانوں کے مال میں کیوں خیانت کی؟ اس نے جواب دیا

حضور یہ خیانت نہیں۔ وہ حضور کی صاحبزادی ہیں اور صرف ایک دن کے وعدہ پر ہار دیا گیا ہے۔ کل بیت المال میں واپس آ جائیگا۔

حضرت علیؓ نے حکم دیا۔ فوراً یہ ہار لے جاؤ اور اسے بیت المال میں داخل کر دو۔ اگر آئندہ ایسا ہوا تو سزا ملے گی۔ اور بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مجھے تم پر سخت افسوس ہے۔ اگر تو نے یہ ہار عاریتاً نہ لیا ہوتا تو پہلی ہانسی عورت ہوتی جس کا ہاتھ چوری کے جرم میں کاٹا جاتا۔ پھر فرمایا۔ اسے علیؓ کی بیٹی۔ یاد رکھو۔ یہ ہار مسلمانوں کے بیت المال کی ملکیت ہے۔ یہ تیرے باپ کی ملکیت نہیں۔ اگر تو عید کے دن اس ہار سے آراستہ ہونا چاہتی ہے تو دوسرے مہاجرین اور انصار کی بیٹیوں کو بھی حق حاصل ہے کہ ایسے ہی ہاروں سے آراستہ ہوں۔

دیانتداری اور اس کا انعام

حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں اکثر رات کو گشت کیا کرتے تھے تاکہ غریبوں اور مسکینوں کے حالات معلوم کر کے ان کی تکلیفوں کا ازالہ کر سکیں۔ ایک رات وہ حسب معمول اپنے غلامِ اسلم کے ہمراہ مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ انہیں ایک مکان سے آواز آئی "بیٹی اٹھو اور اس دودھ میں کچھ پانی ملا دو" حضرت عمرؓ وہاں ٹھہر گئے اور انہوں نے اس کا جواب سنا۔ بیٹی نے ماں کو کہا "اماں - کیا آپ نے امیر المومنین کا حکم نہیں سنا؟ انہوں نے مناوی کرائی تھی کہ کوئی شخص دودھ میں پانی ملا کر فروخت نہ کرے"۔

ماں بولی "بیٹی کیا امیر المومنین ہمیں دیکھ رہے ہیں؟ اٹھو اور تھوڑا سا پانی ملا دو" بیٹی نے

جواب دیا "اماں۔ یہ دیانت کے خلاف ہے خدا تو ہمیں
 دیکھ رہا ہے۔ دوسرے یہ بھی مناسب نہیں۔ کہ ہم
 امیر المومنین کے روبرو تو ان کی اطاعت کریں اور
 غائبانہ خیانت نہیں تو یہ دوسرا گناہ نہیں کروں گی
 ایک خدا کی نافرمانی دوسرے امیر المومنین کی حکم عدولی"۔
 حضرت عمرؓ نے یہ تمام باتیں سنیں اور اسلم کو کہا
 "اس مکان کو پہچان لو۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے
 اسلم کو اس مکان پر یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ یہ
 بڑھیا اور اس کی لڑکی کون ہیں۔ اسلم نے آکر
 اطلاع دی کہ لڑکی بیوہ ہے اور بڑھیا اس کی ماں ہے۔
 امیر المومنین اس لڑکی کی حق گوئی اور دیانتداری
 پر بہت خوش تھے اپنے لڑکے عاصم کے لئے پیغام
 بھیجا۔ ماں بیٹی نے بخوشی منظور کر لیا اور یہ دیانتدار
 خاتون امیر المومنین کی بہن گئی ہے۔ اس نیک بخت
 خاتون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز
 مشہور زاهد اور عابد خلیفہ کی ماں بنی"۔

رواداری اور حق پرستی

ہشام بن عبد الملک خاندان امیہ کا مشہور بادشاہ
گُزرا ہے۔ اس کی حکومت کے زمانہ میں حضرت عمر بن
عبد العزیز جو بعد میں خود بھی خلیفہ ہوئے قاضی یانچ
تھے اُن کی عدالت میں ایک عیسائی نے اپنی کسی
جائداد کے لئے بادشاہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔
قاضی یعنی عمر بن عبد العزیز نے بادشاہ کو طلب کیا۔
اور جب وہ حاضر ہوا تو اُسے مدعی کے برابر کھڑا
ہونے کا حکم دیا۔

بادشاہ یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ ایک معمولی عیسائی کے
برابر عدالت میں کھڑا ہو۔ اُس نے ایک در خواست
پیش کی کہ میں اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کرنا
چاہتا ہوں جو میری طرف سے جواب دیگا۔ قاضی نے
جواب دیا۔ اس کی اجازت نہیں مل سکتی۔ جب

مدعی نے کوئی دلیل نہیں کیا تو آپ کو بھی ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں۔ آپ خود حاضر ہیں۔ آپ مدعی کے دعویٰ کا جواب دیں۔ آخر بادشاہ کو بادل ناخواستہ اُس عیسائی کے برابر کھڑا ہونا ہی پڑا۔

دوران مقدمہ میں اُس عیسائی نے بادشاہ پر بہت سے الزام لگائے اور اپنی جائداد کے نقصان کا اُسے ذاتی طور پر ذمہ وار ٹھہرایا۔ بادشاہ کو یہ سن کر غصہ آیا اور اس کا جواب سختی سے دینا چاہا۔ لیکن قاضی نے بادشاہ وقت کو سخت کلامی سے یہ کہہ کر روک دیا کہ مدعی کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے کا ہر طرح سے حق ہے۔ اور جب مدعی کا دعویٰ ٹھیک ثابت ہوا تو اُس عیسائی کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے بادشاہ کو حکم دیا کہ اس کی جائداد فوراً واکزار کر دی جائے۔

مسلمان بادشاہوں کا غیر مسلم عیال سے سلوک

حضرت عمر ابن عبدالعزیز ایک عادل اور منصف مزاج بادشاہ تھے۔ تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا وہ یہ تھا کہ شاہی خاندان کے پاس چٹنی جاگیریں تھیں وہ تمام ان لوگوں کو واپس کر دیں جن سے یہ بزور طاقت حاصل کی گئی تھیں۔ اور یہ کام سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع کیا اور اپنے گھر کا ایک ایک بگینہ تک بیت المال میں داخل کر دیا۔ شاہی خاندان کے تمام وظیفے بند کر دیئے اور جب شاہی اصطبل کے داروغہ نے گھوڑوں کا خرچ طلب کیا تو اسے حکم دیا کہ تمام سواریوں کو بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں داخل کر دو۔

انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کا مال واپس کیا اور ان کے جان و مال کی حفاظت کی بلکہ شاہی خاندان سے فیموں کی تمام زمینیں واپس دلائیں۔

ایک غیر مسلم کی کچھ زمین، شہزادہ عباس بن ولید کے

پاس تھی۔ اس شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس
 دعویٰ کیا۔ آپ نے عباس سے پوچھا "تمہارے پاس
 اس کا کیا جواب ہے؟" اس نے کہا "یہ زمین میرے
 باپ نے جاگیر میں دی تھی۔ اور میرے پاس اس کی سند
 موجود ہے" حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا خدا کی
 کتاب ولید کی سند پر مقدم ہے۔ اور زمین کو اس کی
 زمین واپس دلا دی۔

دمشق کا ایک گرجا مسلمان خاندان کی جاگیر میں چلا آتا
 تھا۔ عیسائیوں نے آپ کے پاس دعویٰ کیا۔ آپ نے وہ
 گرجا عیسائیوں کو واپس دلا دیا۔

کوئی مسلمان کسی ذمی پر درست درازی نہیں کر سکتا تھا۔
 ایک مرتبہ ایک مسلمان ربیعہ شعوزی نے ایک سرکاری
 کام کے لئے ایک ذمی کا گھوڑا بیگار میں پکڑ لیا۔ اور اس پر
 سواری کی۔ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیز کو اس کا علم ہوا
 تو ربیعہ کو چالیس کوڑے لگوائے۔ باوجود اتنے منصف مزاج
 اور عادل ہونے کے آپ ہمیشہ خدا کے ڈر سے روتے رہتے۔

زُہد و اتقا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے اپنی تمام جائیں اصلی حق داروں کو واپس کر دی تھیں اور گھر کا تمام مال و دولت بیت المال میں جمع کر دیا تھا۔ آپ نہایت ہی سادہ زندگی بسر کرتے اور شاہی خزانہ سے ایک پائی بھی اپنے اور اپنے خاندان پر صرف نہ کرتے۔ آپ کی پرہیزگاری کا یہ حال تھا کہ بیت المال کی طرف سے فقیروں اور مسکینوں کے لئے جو عہمان خانہ تھا اس کے باورچی خانہ سے پانی تک گرم نہ کراتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی لاعلمی میں ایک ملازم باورچی خانہ سے پانی گرم کرتا رہا۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو نوکر کو سخت سست کہا اور اتنی لکڑی باورچی خانہ میں داخل کر دی۔ ایک مرتبہ بیت المال میں بہت سے سیب آئے۔ آپ انہیں عام مسلمانوں میں تقسیم کر رہے تھے۔ آپ کے

ایک چھوٹے بچے نے جو قریب ہی کھیل رہا تھا ایک سیدب اٹھا لیا اور کھانے لگا۔ آپ نے وہ سیدب فوراً اس کے منہ سے چھین لیا۔ بچہ رونے لگا اور گھبرا کر ماں سے شکایت کی۔ ماں نے بازار سے سیدب منگا دیا۔ جب آپ گھر تشریف لائے تو سیدب کی خوشبو معدوم کر کے بیوی سے پوچھا "یہاں سیدب کہاں سے آیا؟" بیوی نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم میں نے یہ سیدب اس کے منہ سے نہیں چھینا تھا بلکہ اپنے دل سے چھینا تھا۔ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ میں مسلمانوں کے حصہ کے سیدب کے بدلہ میں اپنی آخرت کو برباد کروں۔" آپ کو لبنان کا شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ کی بیوی نے حاکم لبنان کو لکھا۔ اس نے بہت سا شہد بھیج دیا۔ جب فاطمہ آپ کی بیوی نے وہ شہد آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے پوچھا کہ کہاں سے منگا یا؟ آپ نے جواب دیا حاکم لبنان نے بھیجا ہے۔ آپ نے شہد کو بیچ کر اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی اور حاکم لبنان کو لکھا "تم نے فاطمہ کے کہنے پر شہد

بھیجا ہے۔ خدا کی قسم اگر تم نے آئندہ ایسا کیا تو تم اپنے
عہدہ پر نہیں رہ سکتے۔

آپ نے حاکم و محکوم اور آقا اور خادم کی تفریق
بالکل مٹا دی۔ اور خود مساوات کا عملی نمونہ بن گئے۔
ایک مرتبہ ایک لوٹدی آپ کو پنکھا جھل رہی تھی
اس کی آنکھ لگ گئی۔ آپ نے پنکھا اٹھایا اور اُسے
جھلنا شروع کر دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھ کر
گھبرائی۔ آپ نے فرمایا۔ آخر تم بھی تو میری طرح
انسان ہو۔ تمہیں بھی گرمی لگتی ہو گی۔ جس طرح تم مجھے
پنکھا جھل رہی تھی اس طرح میں نے بھی تمہیں جھل دیا۔

پرہیزگاری

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ بیت المال سے اپنے روزانہ خرچ کے لئے صرف دو درم لیتے تھے۔ جس سے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اس کے علاوہ مسلمانوں کے بیت المال پر اپنا ذاتی خرچ بالکل نہ ڈالتے ۔

ایک دفعہ رات کے وقت چراغ کی روشنی میں کچھ سرکاری کاغذات دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں آپ کا خادم آیا اور آپ کے ذاتی کاموں کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے خادم کو کہا پہلے چراغ کو گل کر دو پھر مجھ سے بات چیت کرو کیونکہ اس چراغ میں جو تیل جل رہا ہے وہ بیت المال کا ہے۔ اور اس کی روشنی صرف خلافت کے کاموں کے لئے استعمال کر سکتا ہوں۔ میرے ذاتی کاموں کے متعلق اس چراغ کا جلنا جائز نہیں ۔

خادم نے تعمیل کی اور چراغ گل کر دیا۔ جب خادم
 باتیں کر کے چلا گیا تو آپ نے پھر چراغ جلایا اور امور
 سلطنت میں مشغول ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر دیانتداری
 اور پرہیزگاری کی کیا مثال ہو سکتی ہے ایک عظیم الشان
 حکومت کا بادشاہ اپنے نجی کاموں کے لئے بیت المال
 سے ایک پائی کا تیل بھی خرچ کرنا پسند نہیں کرتا۔

مہمان نوازی

قاضی بچپی بن اکثم کو خلیفہ ماموں رشید کے دربار میں بہت بڑا رشوخ حاصل تھا۔ اور وہ اکثر کئی دن اور راتیں شاہی محل میں بسر کرتے۔ ان ۵ بیان ہے کہ ایک رات مجھے ماموں رشید کے پاس سونے کا اتفاق ہوا۔ اسی رات کے قریب مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں پانی کے لئے اٹھا۔ خلیفہ ماموں رشید نے مجھے دیکھ لیا اور پوچھا "قاضی صاحب کیا بات ہے؟ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین پیاس لگی ہے انہوں نے مجھے اپنی چار پانی پر بٹھا دیا اور خود آبدار خانہ میں جا کر پانی لے آئے۔ میں نے عرض کیا "آپ نے اتنی تکلیف کیوں کی۔ کسی خادم کو جگا لیا ہوتا" خلیفہ نے جواب دیا "وہ سب سو رہے ہیں انہیں اس وقت کیوں تکلیف دی جائے" میں نے کہا میں خود ہی پی لیتا۔

میرا یہ جواب سن کر بولے۔ انسان کے لئے یہ بڑے عجیب کی بات ہے کہ اپنے مہمان سے کام لے +

تواضع

خلفائے عباسیہ کے عیش و عشرت کی رنگین داستانیں تاریخوں اور قصوں میں بہت رنگ آمیزی سے بیان کی گئی ہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ مطلق العنان حکمران شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور حکومت کے روپے کو پانی کی طرح بہاتے تھے۔ مگر خلیفہ ہمدانی نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بساطِ عیش کو اُلٹ دیا۔ اور اس کی جگہ ایک بوریاۓ فقر بچھا دیا۔

یہ ایک عادل اور منصف مزاج حکمران تھا۔ اُس نے ایک خاص عمارت بنوائی جسے ”بیتہ المظالم“ کہتے تھے۔ اس میں وہ روزانہ بیٹھ کر عوام کی شکایتیں سنتا اور اُن کی داد رسی کرتا۔ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر وہ اپنے اور بیگانے میں کوئی فرق نہ کرتا۔

اس کی زندگی بالکل درویشا نہ تھی۔ اور زہد و اتقا کا ایک مجسم نمونہ تھی۔ ابو العباس بن ہاشم کا بیان ہے کہ میں رمضان کی ایک شام کو خلیفہ ہندی کے پاس تھا۔ افطاری کے قریب اس نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور نماز کے بعد کھانا آیا جس میں صرف دو روٹیاں۔ کچھ نمک۔ کچھ سرکہ اور کچھ زیتون کا تیل تھا۔

خلیفہ نے مجھے کھانے پر بٹھا لیا۔ میں نے چند لقمے لئے۔ میرا خیال تھا کہ یہ محض افطاری ہے۔ اصل کھانا بعد میں آئیگا۔ ہندی نے پوچھا آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ کیا آج روزہ نہ تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ پھر کہا کل روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں؟ میں نے کہا ”رمضان کا مہینہ ہے۔ روزہ کیوں نہ رکھوں گا؟“

پھر کہا جو کچھ تمہارے سامنے موجود ہے یہاں اس کے سوائے کچھ نہیں۔ ابو ہاشم کہتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ ایک عظیم الشان بادشاہ کا دسترخوان

اور اس پر دو روٹیاں اور سرکہ اور زیتون کا تیل اور
بس ۛ

میں نے کہا امیر المؤمنین " آپ کو خدا نے سب کچھ
دے رکھا ہے " اس نے کہا۔ یہ سچ ہے اور اس پر
خدا کا شکر ہے۔ مگر یہ خزانہ سب رعایا کا مال ہے اور
رعایا کی بہبودی کے لئے خرچ ہونا چاہیے نہ کہ خلیفہ
کے عیش و عشرت پر ۛ

مسکین نوازی

حضرت زبیر بن عوف بن عیینہ سے ہیں۔ وہ ایک زاہد گوشہ نشین تھے۔ لیکن جہاد کے وقت وہ گوشہ نشینی سے نکل کر میدان جنگ میں پہنچ جاتے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں انہوں نے اکثر جہادوں میں حصہ لیا اور یہ جہاد محض اللہ کے لئے ہوتے تھے۔ وہ مال غنیمت میں سے ایک پائی تک نہ لیتے تھے۔

ان کا ہر کام محض اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوا کرتا تھا۔ غریبوں اور مسکینوں کو اچھے اچھے کھانے پکوا کر کھلاتے۔ حالانکہ آپ کی غذا بالکل سادہ ہوتی۔

۱۔ جن لوگوں نے رسول اللہؐ کا زمانہ بحالت اسلام پایا انہیں صحابی کہتے ہیں صحابہ کے ملنے والوں کو تابعین اور تابعین سے فیض پانے والوں کو تبع تابعین کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے گھر والوں کو ایک نہایت ہی مرغین اور اعلیٰ قسم کا کھانا پکانے کو کہا۔ چونکہ وہ اپنے لئے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہیں کرتے تھے اس لئے ان کی بیوی نے نہایت اہتمام سے وہ کھانا تیار کیا۔ جب کھانا پک گیا تو وہ اُسے ایک دیوانہ کے پاس لے گئے جو اُن کے پڑوس میں رہتا تھا اور اُس کے سامنے کھانا رکھ کر اُسے اپنے ہاتھ سے کھلانا شروع کیا۔

اس دیوانے کے مُنہ سے لعاب بہتا جاتا تھا اور حضرت ربیع اس لعاب کو صاف کرتے جاتے اور کھانے کے ققمے اس کے مُنہ میں ڈالتے جاتے۔ جب اُسے کھلا کر واپس آئے تو بیوی نے کہا میں نے زحمت اٹھا کر یہ کھانا تیار کیا اور تم نے لے جا کر ایک دیوانے کو کھلا دیا جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس نے کیا کھایا؟ آپ نے جواب دیا۔ لیکن خدا تو جانتا ہے۔“

ایک عالم کی بے نیازی

سفیان ثوری مشہور محدث اور عالم گزرے ہیں۔ وہ
امراء اور سلاطین سے بہت گہراتے تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ
ہمدی عباسی نے کسی طرح آپ کو دربار میں بلایا۔ آپ
شاہی آداب بجالانے کی بجائے محض السلام علیکم کہتے
ہوئے خلیفہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

ہمدی نے محض خوش طبعی کے طور پر آپ سے کہا۔
”آپ مجھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ آج تو آپ
میرے قبضہ میں پھنس گئے۔ اب جو حکم چاہوں آپ
کے متعلق دے دوں“

سفیان ثوری نے جواب دیا ”جو حکم تم میرے متعلق
کرو گے وہی حکم تا اور مطلق تمہارے متعلق کرے گا“
اس جواب پر بادشاہ کا چوب بردار کچھ برا فریختہ
ہوا لیکن ہمدی نے اسے روک دیا۔

اس کے بعد ہمدی نے کہا میں آپ کو گوفہ کا قاضی
 یا جج مقرر کرتا ہوں۔ اور آپ کو یہ بھی آزادی ہے
 کہ آپ کے فیصلوں میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔
 پھر ہمدی نے حکم لکھ کر پر وانہ آپ کے ہاتھ میں
 دے دیا۔

جب سفیان ثوری دربار سے نکلے تو پروانے کو
 پُڑے پُڑے کر کے دریائے و جملہ میں پھینکا اور
 آپ کہیں روپوش ہو گئے۔ ہمدی نے آپ کی
 بہت تلاش کی لیکن ناکام رہا۔
 یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا زندگی کا مقصد صرف
 علم کی خدمت سمجھ رکھا تھا اور یہ عہدوں کے بھوکے نہ
 تھے۔

علم کا احترام

ایک مرتبہ خلیفہ مہدی کا لڑکا قاضی شریک کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے پاس ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور ایک حدیث پوچھی۔ قاضی نے شہزادہ کی طرف توجہ نہ کی۔ شہزادہ نے دوبارہ قاضی کو مخاطب کرتے ہوئے پھر وہی حدیث پوچھی لیکن قاضی نے مطلق پروا نہ کی۔ لڑکا بھی آخر شہزادہ تھا اور اُس کے دماغ میں حکومت کا نشہ موجود تھا۔ کچھ چمک کر بولا ”آپ خلیفہ وقت کے خاندان کی توہین کرتے ہیں؟“

قاضی نے جواب دیا۔ یہ نہیں۔ البتہ میں علم کا احترام کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی علم کا احترام کرنا سیکھو۔

شاہزادہ سمجھدار تھا۔ فوراً سمجھ گیا اور گھٹنے ٹیک کر قاضی کے سامنے اوب سے جا بیٹھا اور پھر حدیث پوچھی۔ قاضی شریک نے کہا۔ ہاں اس طرح علم سیکھا جاتا ہے۔

مستقل مزاجی

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مشہور صحابی نبی کریمؐ کے چھوٹے بھائی اور بھائی کے بیٹے تھے۔ ان کی ماں اسماء حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بڑی صاحبزادی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آٹھ سال کی عمر میں رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بڑے بہادر شجاع اور حوصلہ مند بزرگ تھے اور طرابلس انہیں کی ہمت سے فتح ہوا۔

سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد یزید نے بیعت لینے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

سیدالشہداء حضرت امام حسینؓ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لئے جتنی دفعہ یزید اور اس کے خاندان کے خلاف صف آرائیاں ہوئیں ان سب میں ابن زبیر

پیش پیش تھے۔ یزید کے مرنے کے بعد جب اموی خاندان کے حالات پر اگندہ ہو گئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ شام چلے اور وہاں سب اکابر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک ایک ایک حجازی کے بدلے میں دس دس شامیوں کا سر قلم نہ کر لوں گا اس وقت تک میں کچھ کرنے کو تیار نہیں ۛ

یزید کے بیٹے معاویہ ثانی کی دست برداری کے بعد حجاز۔ عراق۔ شام اور مصر کے تمام بڑے بڑے ملک آپ کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے ابن زبیر کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ لیکن بعد میں ابن زیاد کی سازش سے مروان کو خلیفہ مقرر کیا گیا ۛ

مروان کے بعد جب اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا تو اس وقت بھی حجاز پر ابن زبیر کا قبضہ تھا۔ عبدالملک نے ابن زبیر پر قابو پانے کے لئے حجاج بن یوسف کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ابن زبیر کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حجاج نے مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا اور

سنگ باری شروع کر دی جس سے خانہ کعبہ کی عمارت
کو بھی نقصان پہنچا ۛ

ابن زبیرؓ بڑی بہادری سے لڑتے رہے لیکن آخر
آپؐ کا شریف کے اندر محصور ہو گئے اور باہر سے
تمام امداد کے ذریعے بند ہو گئے۔ سامان رسد ختم
ہو گیا۔ کھانے کے لئے پاس کچھ نہ رہا۔ یہاں تک کہ
گھوڑے ذبح کر کے کھانے کی نوبت آ پہنچی۔ ابن زبیرؓ
کے دس ہزار آدمیوں نے ہتھیار ڈال کر حجاج کے
پاس پناہ لی۔ لیکن ابن زبیرؓ اس حالت میں بھی برابر
مستقل مزاج رہے۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ آخر میں

ان کے لڑکوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا ۛ

عبدالملک آپ کو رعایت دینے پر تیار تھا۔ اس
وقت آپ نے اپنی ماں حضرت اشما سے عرض کیا۔

”اماں۔ میرے تمام ساتھی ایک ایک کر کے میرا ساتھ
چھوڑ چکے ہیں۔ میرا سامان رسد اور خوراک سب ختم

ہے اس حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں؟“

اس وقت ابو بکرؓ کی بیٹی نے جو جواب اپنے بیٹے کو

دیا اس پر عورتوں کی تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔
یہ وہ جواب ہے جس نے عورتوں پر کمزوری کے دھبے
کو دھو ڈالا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ بیٹا۔ اگر تم حق کے لئے لڑتے ہو تو
اب بھی لڑو۔ اگر نا حق کے لئے لڑتے ہو تو تم سے
بڑا کون ہوگا۔ اور اگر اپنے مددگاروں اور
سامان کی وجہ سے مجبور ہو گئے ہو تو یا در کھو شریفوں
اور دینداروں کا یہ شیوہ نہیں۔ تم کو کب تک
دنیا میں رہنا ہے۔ جہاؤ۔ حق پر جان دینا اور سچائی
کے لئے فنا ہو جانا دنیا کی زندگی سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ پھر آپ نے بیٹے کو ڈٹائیں دیں اور گلے
لگا کر رخصت کیا۔

جب ماں نے حضرت ابن زبیرؓ کو سینہ سے لگایا تو
جسم کچھ سخت محسوس ہوا۔ پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت
ابن زبیرؓ نے جواب دیا میں نے دوہری زرہ پہن کھی
ہے۔ حضرت اٹھانے کہا۔ تم شہادت کے طلبگار ہو لیکن
جان کو عزیز رکھتے ہو۔ یہ شہدائے حق کا شیوہ نہیں۔

چنانچہ آپ نے اسی وقت زرہ اُتار دی۔ پھر کہا۔
 مجھے ڈر ہے کہ میری شہادت کے بعد دشمن لاش کے
 ٹکڑے نہ کر دیں۔ جو صلہ مندا ماں نے کہا بیٹا "جب
 بکری ذبح ہو جاتی ہے تو خواہ اس کی کھال کھینچی جائے
 یا اُس کے اعضا کاٹ دیئے جائیں اُسے کوئی پروا
 نہیں ہوتی +

ماں سے رخصت ہو کر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ
 میدان جنگ میں نکلے اور بہادری اور شجاعت سے
 لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حجاج نے آپ کی شہادت
 کے بعد آپ کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ کئی دن کے
 بعد حضرت اسمٰئیلؓ کا اُدھر سے گزیر ہوا اور بیٹے کی لاش
 سولی پر لٹکتی دیکھ کر فرمایا "ابھی یہ شہسوار سوار
 سے نہیں اُترا +

خدا پر بھروسہ

ولید اول کے زمانہ میں موسیٰ بن نصیر شمالی افریقہ کا حاکم تھا۔ اس نے ولید سے درخواست کی کہ سپین پر لشکر کشی کی اجازت دی جائے۔ ولید نے جواب دیا کہ پہلے آزمائشی طور پر ایک دستہ فوج وہاں بھیجا جائے تاکہ اس ملک کی صحیح حالت کا اندازہ ہو سکے۔ موسیٰ نے اپنے غلام طرف کو چار سو سپاہیوں کے ہمراہ چار کشتیوں میں روانہ کیا۔ وہ انڈس کے جنوبی جزیرہ نما کے مغربی ساحل پر اترا اور الخضر کو تاخت و تاراج کر کے وہاں سے بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

اس کے بعد اللہ نے موسیٰ بن نصیر نے اپنے دوسرے غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج کے ساتھ سپین کی مہم پر روانہ کیا۔ یہ اسلامی لشکر طارق کے زیر کمان جزیرہ نما کے مشرقی ساحل پر اترا اور اس پہاڑی علاقہ پر قبضہ کر لیا جو آج جبل الطارق کے نام سے مشہور ہے۔

طارق نے ساحل پر اترتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تمام جہازوں کو جن میں اسلامی فوج نے سمندر کو عبور کیا تھا اکٹھا کر کے آگ لگا دی۔ فوج کے سپاہیوں اور دوسرے ہمراہی افسروں نے کہا۔ طارق یہ عقلمندی نہیں۔ آگے دشمن ہے اور پیچھے سمندر۔ اگر خدا نخواستہ ہم سپاہی ہوئے تو کہاں جائیں گے۔ سمندر میں ڈوب مرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہو گا۔

طارق نے جواب دیا۔ مسلمان پیچھے ہٹنے اور بھاگ کر جان بچانے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ مسلمان کے لئے پیچھے ہٹنا عار ہے۔ ہمارے سامنے صرف دو سوال ہیں۔ یا تخت یا تختہ۔ یا تو ہم جو انمردی سے جہاد کرتے ہوئے سپین کا تخت و تاج حاصل کریں گے یا سپین میں ہماری قبریں بنیں گی۔ مجھے اپنے اور مسلمانوں کی قوت بازو پر یقین ہے اور ہمارا اُس قادر مطلق پر پورا پورا ایمان ہے۔ ہم نے دنیاوی وسائل و اسباب کو توڑ کر اپنا رشتہ اُس خدا کے ساتھ جوڑ دیا ہے جو مسبب الاسباب ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہم اس کی مدد سے کامران و کامیاب

ہوں گے ۛ

سپین کے بادشاہ کو جب مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع ملی تو بادشاہ راڈرک خود بہ نفس نفیس ایک لاکھ آرمیورڈ کا سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا۔ طارق کے پاس پہلے سات ہزار سپاہی تھے لیکن بعد کی کمک سے یہ تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ بارہ ہزار نا تجربہ کار نوجوانوں کا ایک لاکھ کمنہ مشق سپاہیوں سے مقابلہ تھا۔ لیکن اس سے پہلے کئی معرکوں میں مسلمان دس ہزار فوج سے ایک لاکھ کو شکست دے چکے تھے۔ اس لئے یہ بارہ ہزار کی تعداد سپین فتح کرنے کے لئے کافی تھی۔ مسلمان نہایت بہادری اور جان بازی سے لڑے۔ وہ جہازوں کو آگ لگا چکے تھے۔ واپسی کا انہیں خیال ہی نہ تھا۔ اُن کے لئے موت تھی یا فتح۔ بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ اور آخر مسلمانوں نے میدان جیت لیا اور راڈرک شاہ سپین دریائے لکہ میں ڈوب کر مر گیا ۛ

طارق نے ساحل پر اترتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تمام جہازوں کو جن میں اسلامی فوج نے سمندر کو عبور کیا تھا اکٹھا کر کے آگ لگا دی۔ فوج کے سپاہیوں اور دوسرے ہمراہی افسروں نے کہا۔ طارق یہ عقلمندی نہیں۔ آگے دشمن ہے اور پیچھے سمندر۔ اگر خدا نخواستہ ہم سپاہی ہوئے تو کہاں جائیں گے۔ سمندر میں ڈوب مرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

طارق نے جواب دیا۔ مسلمان پیچھے ہٹنے اور بھاگ کر جان بچانے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ مسلمان کے لئے پیچھے ہٹنا عار ہے۔ ہمارے سامنے صرف دو سوال ہیں۔ یا تخت یا تختہ۔ یا تو ہم جو ان مروی سے جہاد کرتے ہوئے سپین کا تخت و تاج حاصل کریں گے یا سپین میں ہماری قبریں بنیں گی۔ مجھے اپنے اور مسلمانوں کی قوت بازو پر یقین ہے اور ہمارا اُس قادر مطلق پر پورا پورا ایمان ہے۔ ہم نے دنیاوی وسائل و اسباب کو توڑ کر اپنا رشتہ اُس خدا کے ساتھ جوڑ دیا ہے جو مسبب الاسباب ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہم اس کی مدد سے کامران و کامیاب

ہوں گے ۔

سپین کے بادشاہ کو جب مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع ملی تو بادشاہ راڈرک خود بہ نفس نفیس ایک لاکھ آرمیوں کے سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا۔ طارق کے پاس پہلے سات ہزار سپاہی تھے لیکن بعد کی کمک سے یہ تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ بارہ ہزار نا تجربہ کار فوجیوں کا ایک لاکھ کمنہ مشق سپاہیوں سے مقابلہ تھا۔ لیکن اس سے پہلے کئی معرکوں میں مسلمان دس ہزار فوج سے ایک لاکھ کو شکست دے چکے تھے۔ اس لئے یہ بارہ ہزار کی تعداد سپین فتح کرنے کے لئے کافی تھی۔ مسلمان نہایت بہادری اور جانبازی سے لڑے۔ وہ ہمازیوں کو آگ لگا چکے تھے۔ واپسی کا انہیں خیال ہی نہ تھا۔ ان کے لئے موت تھی یا فتح۔ بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ اور آخر مسلمانوں نے میدان جیت لیا اور راڈرک شاہ سپین دریائے لکھ میں ڈوب کر مر گیا ۔

ایک عادل قاضی

قاضی شریح بن حارث تابعین میں سے تھے وہ حضرت
عمرؓ کے زمانہ سے لے کر عبدالملک کے زمانہ تک مسلسل
ساتھ برس تک عہدہ قضا پر فائز رہے *
وہ نہایت ہی منصف مزاج۔ دیانت دار اور عدل
کرنے والے قاضی تھے *

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے پسندیدگی کی شرط
پر ایک گھوڑا لیا۔ امتحان میں گھوڑا چوٹ کھا کر وانڈا
ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے وہ گھوڑا اصل مالک کو واپس کرنا
چاہا۔ مالک نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر تنازعہ ہوا
اور شریح بن حارث ثالث مقرر ہوئے۔ انہوں نے امیرالمومنین
کے خلاف فیصلہ کیا اور کہا یا تو آپ یہ گھوڑا اسی حالت میں
لے لیں یا اسے اُس حالت میں واپس کریں جس حالت
میں لیا تھا اس فیصلہ پر حضرت عمرؓ اس پر بہت خوش ہوئے
اور انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا *

اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰؑ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ حضرت علیؑ کی زرہ کہیں گر بیڑھی۔ وہ ایک یہودی کے پاس پائی گئی۔ حضرت علیؑ نے قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا تمہارا کیا جواب ہے۔ یہودی نے کہا میری ملکیت کا یہ ثبوت کافی ہے کہ زرہ میرے قبضہ میں ہے۔ پھر قاضی نے حضرت علیؑ سے شہادت طلب کی۔ انہوں نے حضرت حسنؑ اور اپنے غلام قنبر کو شہادت میں پیش کیا۔ قاضی نے کہا میں قنبر کی شہادت قبول کرتا ہوں لیکن حضرت حسنؑ کی شہادت مسترد کرتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "کیا آپ نے نبی کریمؐ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟" شریح نے کہا میں نے سنا ہے لیکن باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قابل قبول نہیں۔ اس فیصلہ کو حضرت علیؑ نے تسلیم کر لیا اور زرہ یہودی کے پاس رہنے دی۔ اس واقعہ کا یہودی پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے اقرار کر لیا کہ زرہ حضرت علیؑ کی ہے۔ اس نے کہا تمہارا وین سچا ہے۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ہمسایگی کا حق

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے پڑوس میں ایک
 موچی رہا کرتا تھا۔ وہ دن بھر تو کام کرتا لیکن شام کو جب
 گھر واپس لوٹتا تو اپنے ساتھ گوشت یا مچھلی لے آتا۔
 جسے وہ بھین کر کھاتا اور اس کے ساتھ شراب پیتا۔ اور جب
 شراب کے نشے میں بدست ہو جاتا تو بہت شور کرتا اور
 عربی کا ایک شعر بار بار پڑھتا جس کا مطلب یہ ہے :
 لوگوں نے مجھ کو ضائع کر دیا۔ اور کیسے بہادر کو ضائع
 کر دیا جو لڑائی میں اُن کے کام آتا :
 اس طرح وہ ہر روز شراب پی کر شور کرتا اور بار بار
 یہ شعر پڑھتا۔ اگرچہ اس کے شور سے امام صاحب کو
 بہت تکلیف ہوتی لیکن آپ کبھی اُسے برا بھلا نہ کہتے :
 ایک رات جب امام صاحب نماز پڑھنے لگے تو موچی کا
 شور و غوغا نہ سنا۔ اور تمام رات اس کی آواز آپ کے

کان میں نہ آئی صبح سویرے دوسرے پڑوسیوں سے
 پوچھا تو آپ کو معلوم ہوا کہ اُسے پولیس گرفتار کر کے
 لے گئی اور وہ قید خانے میں ہے۔ آپ نماز سے فارغ
 ہو کر امیر کے پاس گئے اور موچی کی رہائی کی درخواست
 کی۔ امیر آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا تھا۔ اس
 نے تعمیل کی اور موچی کو رہا کر دیا۔ بلکہ اُن تمام مجرموں
 کو بھی رہا کر دیا جو اس رات گرفتار ہو کر آئے تھے۔
 جب امام صاحب واپس آئے تو موچی بھی ساتھ تھا۔
 آپ نے ازراہ مسخر موچی کو کہا۔ کیوں بھائی۔ ہم نے تو
 تمہیں ضائع نہیں کیا۔ موچی آبدیدہ ہو کر بولا یہ نہیں
 آپ نے تو ہمسائیگی کا حق ادا کیا۔ پھر آپ نے اُسے
 مخاطب کر کے کہا "آخر تمہیں بھی ہمسائیگی کا حق ادا کرنا
 چاہیے۔ موچی نے آپ سے معافی مانگی اور اُٹھ کر شراب
 پینے سے توبہ کی۔"

ایمان داری

حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ بڑے نیک اور پارسی
بزرگ گزرے ہیں۔ یہ ایک شاہی خاندان کے چشم و چراغ
تھے لیکن فقیری اختیار کر لی تھی اور پشائیاں بنا کر گزارہ
کرتے۔

ایک دفعہ وہ دمشق گئے اور وہاں بیمار ہو گئے۔
وہاں کوئی پڑوسان حال نہ تھا۔ ایک شاہی باغ میں
درختوں اور میووں کی رکھوالی کی نوکری اختیار کر لی۔
وہ چھ مہینے تک وہاں مُلازم رہے۔ میوے پکتے رہے
اور اُترتے رہے لیکن انہوں نے کبھی کسی گرنے پر
پھل کو بھی ہاتھ نہ لگایا۔

ایک دن سلطان نور الدین سیر کرتا ہوا باغ میں
آ نکلا۔ باغ کے افسر نے حضرت ابو یعقوب کو ایک مٹھا
انار لانے کا حکم دیا۔ وہ ایک پکا ہوا انار لے آئے۔

جب بادشاہ نے اُسے چکھا تو وہ کٹھا تھا۔ افسر نے ایک اور انار لانے کے لئے کہا لیکن وہ بھی کٹھا تھا۔ پھر حکم دیا اور لاؤ۔ مگر یہ بھی کٹھا ہی نکلا۔ اب باغ کا افسر جھنجھلا کر بولا تم چھ مہینے سے اس باغ میں نوکر ہو اور اب تک تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کونسا پودا ایسے پھل کا ہے اور کونسا کھٹے پھل کا؟

ابو یعقوب نے نہایت سادگی سے جواب دیا۔ آپ نے مجھے پھلوں کی رکھوالی کے لئے ملازم رکھا ہے چکھنے کے لئے نہیں۔ جب بادشاہ نے آپ کا یہ جواب سنا تو پوچھا آپ کا نام اور وطن؟ ابو یعقوب نے اپنا نام اور پتہ بتایا۔ سلطان آپ کا نام سن چکا تھا۔ وہ خود بھی ایمان دار اور پیرمیزگار انسان تھا۔ بڑی عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور جاتی دفعہ اپنے ہمراہ اپنے محل میں لے گیا اور کئی دن تک بطور مہمان اپنے پاس رکھا۔

پارسیائی

دہلی کا بادشاہ ناصر الدین نہایت ہی سادہ۔ نیک
دل اور پارسیا تھا۔ جتنا عرصہ وہ بادشاہ رہا اس نے
سرکاری خزانہ سے ایک پیسہ بھی اپنے اور اپنے خاندان
پر خرچ نہ کیا۔ وہ اچھا خوشنویس تھا۔ وہ قرآن شریف
لکھتا اور اس کی آمدنی سے اپنا اور اپنی بیوی کا پیٹ
پالتا۔

اس کی ملکہ گھر کا کام کاج خود کرتی۔ اس کے پاس
کوئی خادمہ نہ تھی۔ وہ خود ہی کھانا پکاتی اور کپڑے سینتی۔
غرض گھر کا سارا کام خود ہی کرتی۔ ایک دن روٹی پکانے
میں اس کا ہاتھ جل گیا۔ جب بادشاہ سلامت گھر
آئے تو کہا آپ مجھے ایک خادمہ رکھنے کی اجازت
دے دیں جو گھر کے کام کاج میں میری مدد کرے۔
بادشاہ نے جواب دیا۔ بیگم تم جانتی ہو۔ میں

ایک غریب آدمی ہوں۔ میری آمدنی میرے ہاتھ کی
کمانی پر موقوف ہے۔ تم جانتی ہو۔ قرآن مجید لکھتا ہوں
اور اس کی آمدنی سے اپنا اور تمہارا پیٹ پالتا ہوں۔
اور اس آمدنی میں ایک خادمہ ملازم رکھنے کی گنجائش
نہیں۔ اگرچہ میں بادشاہ ہوں مگر حقیقت میں ایک غریب
آدمی ہوں۔ سلطنت کا خزانہ رعایا کی ملکیت ہے۔ میں
اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اسے رعایا کی بہبودی میں خرچ
ہونا چاہیے۔ اگر آج میں اس خزانہ سے کچھ لے لوں تو
کل خدا کو کیا جواب دوں گا۔ حلال کی کمانی پر صبرِ شکر
کر دو۔ خدا تمہیں اس کا اجر دے گا۔

ملکہ بھی بہت ہی شریف اور نیک تھی اس نے بادشاہ
کے حکم پر بے نیک کہا اور آئندہ کبھی شکایت نہ
کی *

انکساری

حضرت مالک دینارؓ حضرت حسن بصریؓ کے مصاحبین میں سے تھے۔ اُن کا اصلی نام مالک تھا۔ مالک دینار کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ آپ کشتی میں سوار تھے ملاحوں نے کشتی کا کرایہ طلب کیا۔ آپ نے کہا میرے پاس نہیں۔ انہوں نے آپ کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ پھر دوسری بار کہا اگر تم کرایہ ادا نہیں کر و گے تو ہم تمہیں دریا میں پھینکتے ہیں۔ اتنے میں دریا کی مچھلیاں پانی سے باہر نکل آئیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک ایک دینار تھا۔ مالک نے ایک دینار مچھلی کے منہ سے لے کر کشتی والوں کو دے دیا۔ اور اُس دن سے مالک دینار کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ بہت ہی عابد۔ زاہد اور متواضع تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اُن کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ کے گھر کا محراب یہودی کے

مکان کے دروازہ پر تھا۔ یہودی نے وہاں پاخانہ بنا لیا اور ہر روز آپ کے مکان میں غلاطت پھینک دیتا۔ اور مکان کو ناپاک اور گندا کرا دیتا۔ ایک مدت تک وہ ایسا کرتا رہا۔ مگر نہ ہی آپ نے کسی سے شکوہ کیا اور نہ یہودی سے شکایت کی ۛ

ایک دن وہ یہودی آپ کے پاس آیا اور کہا۔ اے مالک کیا تجھے میرے پاخانہ سے تکلیف تو نہیں۔ آپ نے فرمایا تکلیف تو ہے لیکن میں نے ایک جھاڑو اور ٹوکری بنا لی ہے۔ اس سے صاف کر لیتا ہوں اور پانی سے فرش کو دھو ڈالتا ہوں۔ اس نے کہا آپ ہر روز یہ تکلیف کیسے برداشت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا ایسا ہی حکم ہے مومن سختے کو روکتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ تم میرے ہمسائے ہو۔ میں تم سے شکایت کر کے تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا ۛ

آپ کی انکساری اور صبر کا یہودی پر ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً مسلمان ہو گیا ۛ

سجائی کی فتح

پرانے زمانہ میں ریل گاڑیاں اور موٹریں نہ تھیں۔
لوگ دور دراز کا سفر پیدل ہی کرتے اور ایک مقام
سے دوسرے مقام کو جانے کے لئے بڑے بڑے قافلوں
کے ساتھ ہولیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک قافلہ بغداد کو جا رہا تھا۔
اس میں بہت سے سوداگر تھے جو تجارتی سامان لے جا
رہے تھے۔ ان کے ہمراہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا جو
گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے نکلا تھا۔

ان دنوں راستے بہت خطرناک ہوا کرتے اور اکثر
سازن مسافروں کو لوٹ لیا کرتے۔ جب یہ قافلہ ریگستان
میں سے گزر رہا تھا تو اچانک ڈاکوؤں نے اس پر
حملہ کر دیا اور تمام سامان لوٹ لیا۔ انہوں نے سب
مسافروں کے کپڑوں کو ٹھولا اور جو کچھ دستیاب ہوا
ہتھی لیا۔

جب وہ اس کم سن کے پاس آئے تو اس کے کپڑوں
 کو بھی ٹیٹولا لیکن انہیں سوائے چند کتابوں کچھ سوائے
 اور سوکھی روٹیوں کے اور کچھ نہ ملا۔ ایک ڈاکو نے
 لڑکے سے سوال کیا۔ کیا تمہارے پاس کچھ اور بھی ہے؟
 اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا؟ لڑکا بولا چالیس روپے۔
 ڈاکو نے پھر کپڑوں کو ٹیٹولا مگر کچھ نہ ملا۔ وہ سمجھا لڑکا مذاق
 کر رہا ہے۔ لڑکے نے کہا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اور
 اپنی عبا کا اسٹر دکھایا جس میں وہ چالیس روپے سلعے
 ہوئے تھے۔ ڈاکو نے وہ روپے نکال لئے اتنے میں
 ڈاکوؤں کا سردار بھی آگیا اور سب نے اسے تمام قصہ
 کہہ سنایا۔ سردار نے کہا۔ لڑکے تو بڑا بے وقوف ہے۔
 اگر گوا نہیں نہ بتاتا تو کسی کو ان روپوں کا پتہ نہ چلتا۔
 لڑکا بولا۔ جناب گھر سے رخصت ہونے پر میری ماں
 نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔ میں اپنی ماں
 کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے
 سچ سچ کہہ دیا۔ میں وعدہ کر چکا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولوں گا
 خواہ اس سے میری جان ہی چلی جائے۔

لڑکے کی اس سچی بات سے ڈاکو کے دل پر گہرا اثر
 ہوا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھراٹے اور کہنے لگا۔ افسوس
 یہ چھوٹا لڑکا اپنی ماں کے حکموں کا اس قدر فرمانبردار ہے
 لیکن میرے بال سفید ہو گئے ہیں اور مجھے اپنے مالک کے
 حکم کا ذرا بھی احساس نہیں۔ پھر اس نے لڑکے کا برکت والا
 ہاتھ پکڑا اور رو کر کہنے لگا اے سچے اور ایمان دار لڑکے
 میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ
 کبھی اپنے مالک کے حکم سے منہ نہ موڑوں گا۔

اپنے سردار کی یہ حالت دیکھ کر دوسرے قزاقوں نے
 کہا۔ اے سردار پہلے تو بڑے کاموں میں ہمارا
 سردار تھا۔ اب اچھے کام میں بھی ہمارا سردار ہی
 رہے گا۔ سب نے ریل کر توبہ کی اور ہزنی کو چھوڑ کر
 خدا کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔

یہ سچائی کی فتح تھی۔ اور یہ چھوٹا بچہ حضرت شیخ عبدالقادر
 تھے جو غوث اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔

ایک بیوہ کی جرأت

ایک دفعہ سلطان ملک شاہ سلجوقی شکار کھیلنے کے لئے گیا۔ جنگل میں رات ہو گئی اور بادشاہ کو اپنے لشکریوں کے ہمراہ ایک گاؤں میں ٹھہرنا پڑا۔ اس گاؤں میں ایک بیوہ رہتی تھی جس کے پاس ایک ہی گائے تھی جس کے دودھ سے وہ اپنے تین بچوں کی پرورش کرتی ۔

شاہی آدمیوں نے گائے کو زبردستی پکڑ کر ذبح کر لیا جب بیوہ کو خبر ہوئی تو وہ بدحواس ہو گئی مگر ان سے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ آخر اس نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دادخواہی کا ارادہ کیا لیکن افسروں نے انہیں بادشاہ تک پہنچنے نہ دیا ۔

دوسرے دن اسے معلوم ہوا کہ بادشاہ فلاں راستہ سے شکار کے لئے نکلے گا وہ اصفہان کی نہر کے پل پر جا کر بیٹھ گئی اور جب وہاں سے بادشاہ کا گزر ہوا

تو اُس کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور بادشاہ کو مخاطب کر کے بولی !

”اے الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس پُل پر کرے گا یا پُل صراط پر کرے گا؟“

بادشاہ اور اس کے ہمراہی ایک بڑھیا کی جڑات اور بے باکی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ بادشاہ گھوڑے سے نیچے اُترا اور کہا ”میں پُل صراط پر فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں ابھی فیصلہ کروں گا۔ اے اماں مجھے بتاؤ کیا فیصلہ چاہتی ہے؟“

بڑھیا نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ بادشاہ نے لشکریوں کی اس غاصبانہ روش پر اظہارِ افسوس کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بڑھیا کو ایک گھاٹے کے عوض ستر گائیں دی جائیں۔ اور دوبارہ معذرت کرتے ہوئے بڑھیا سے التجا کی کہ وہ اس کا گناہ بخش دے۔ جب تک بڑھیا رضامند نہ ہوئی اُس وقت تک بادشاہ اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوا۔

ارشاداتِ نبویؐ

اسلام اور ایمان

اسلام کیا ہے | ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا یا اسلام پانچ چیزوں پر مبنی ہے (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا شے اور کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز کا قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) حج کرنا۔ (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری)

کونسا اسلام افضل ہے | حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول خداؐ

سے پوچھا کونسا اسلام افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔ (بخاری)

اچھا اسلام

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم سے پوچھا

کو نسا اسلام اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس شخص کو کھانا کھلائے اور سلام کہے جس کو تو جانتا ہے اور جس کو تو نہیں جانتا (بخاری)

کامل مسلمان کی علامت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم میں

سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری)

شکر بڑا ظلم ہے

عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ شکر بہت بڑا ظلم ہے (بخاری)

مسلمان اور منافق کی تمیز

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے

فرمایا کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں یہ خصلتیں ہوں گی اس میں نفاق کی عادت ہوگی۔ اول یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو

خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب معاہدہ کرے تو توڑ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالی بکے ۛ
(بخاری)

فسق | حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ۛ (بخاری)

کسی کو کافر نہ کہو | حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم کو فرماتے سنا کہ کوئی شخص دوسرے کو فاسق نہ کہے اور نہ کوئی دوسرے کو کافر کہے۔ کیونکہ اگر کہا اور جس کو کہا وہ ایسا نہیں تو یہ الفاظ کہنے والے پر واپس لوٹ آئیں گے ۛ

بڑا گناہ | ایک دفعہ ایک صحابی نے نبی کریم سے پوچھا۔ کونسا گناہ بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہ خدا کا شریک بناؤ ۛ اس نے عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی ۛ (بخاری)

توجید | جو شخص ایسی حالت میں مر جائے کہ اس کو یقین ہو

کہ اللہ جل جلالہ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں
تو وہ جنت میں جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب
جیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان کے ساٹھ

سے اوپر شعبے ہیں۔ اور جیا ایمان کا ایک شعبہ ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت
مومن کی علامت

ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ جس

شخص میں یہ تین چیزیں پائی جائیں گی اس کو ایمان کی
شیرینی حاصل ہوگی۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول
اسے تمام دنیا اور اس کی چیزوں سے محبوب ہوں۔

دوسرے یہ کہ جس کسی کو وہ دوست رکھتا ہو وہ محض
اللہ کے لئے دوست رکھتا ہو۔ تیسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے

کو ایسا بُرا مانے جیسے آگ میں گرے جانے کو (بخاری)

حضرت ابو بکر سے روایت ہے
دو مسلمانوں کا لڑنا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے

سنا کہ جب دو مسلمان تلواروں سے لڑیں تو قاتل اور
مقتول دونوں دوزخ میں ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا

رسول اللہ ﷺ قاتل تو خطا وار ہے لیکن مقتول کیوں دوزخ میں مر جائے گا۔ فرمایا وہ اپنے مقابل کے قتل کی حرص کرتا ہے + (بخاری)

مومن رحیم ہوتا ہے | حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ تو

مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم و نوازش کرتے دیکھے گا۔ مانند بدن واحد کے کہ جب ایک عضو کو مریض پاتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضا بے قرار ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

ہمسایہ سے نیک سلوک | ابو شریح سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا

کہ خدا کی قسم نہیں ایمان رکھتا۔ خدا کی قسم نہیں ایمان رکھتا۔ خدا کی قسم نہیں ایمان رکھتا۔ عرض کیا گیا کون! فرمایا وہ شخص جس کا ہر ڈوسی اس کی شرارتوں سے بیخوف نہ ہو +

حیا | عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ حیا ہمیشہ باعث خیر ہوتی ہے +

رسالت

مومن کی شناخت | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت

ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ قسم
ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب
تک میں اس کو اس کے ماں باپ اور اولاد سے
محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے | صحیح بخاری

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریمؐ سے سنا۔
آپؐ فرماتے تھے جس نے میری اطاعت کی اُس نے
اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس
نے خدا کی نافرمانی کی۔

رسول کا نافرمان دوزخ میں | حضرت ابو ہریرہؓ
سے روایت ہے

کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اُن کے جنہوں نے انکار کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ انکار کون کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار کیا۔ (بخاری)

اتباع سنت | حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے میری سنت کو دوست رکھا۔ اُس نے

مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا۔ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی)

پورا مومن | تم میں سے کوئی پورا مومن نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس چیز کی

تالیع نہ ہو جیسے جس کو میں لایا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

نجیل | وہ شخص نجیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ (ترمذی)

درود شریف کی فضیلت | حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ

نبی کریم نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے میرے
 قریب تر وہ شخص ہے جو مجھ پر درود بھیجنے والا ہے *

(ترمذی)

حُسن معاشرت

صلہ رحمی | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے
 نبی کریم کو فرمائے سنا۔ جو چاہتا ہے کہ
 اس کا رزق فراخ کیا جائے اور اس کی عمر بڑھ کر جائے
 تو وہ صلہ رحمی کرے * (بخاری)

ماں باپ کا حق | ایک صحابی نے رسول اکرمؐ سے
 پوچھا اولاد پر ماں باپ کا کیا حق
 ہے۔ فرمایا وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہے * (ابن ماجہ)

فحش کلمہ سے بچو | اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
 فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریمؐ کی زبان
 مبارک سے کبھی سنوا بھی کوئی فحش کلمہ نہیں نکلا۔ آپ نے
 بُرائی کا بدلہ کبھی بُرائی سے نہیں دیا۔ بلکہ آپ درگزر
 فرمائے اور معاف کر دیتے *

بڑوں کی عزت | ایک دفعہ ایک بوڑھا آدمی نبی کریم
کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن اہل

مجلس نے اس کے لئے جگہ خالی کرنے میں دیر کی حضور نے
فرمایا: "جو شخص ہمارے چھوٹوں پر لطف نہ کرے اور

بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں" (ترمذی)

صلہ رحمی | نبی کریم نے فرمایا تعلقاتِ قرابت کو منقطع کرنے
والا جنت میں داخل نہ ہوگا (بخاری)

حُسن معاشرت کے زیادہ حق دار | ایک صحابی نے
عرض کیا میری

حُسن معاشرت کا سب سے زیادہ مُستحق کون ہے۔ فرمایا۔

تمہاری ماں۔ اُس نے کہا اس کے بعد۔ فرمایا۔ ماں۔

عرض کیا پھر۔ فرمایا ماں۔ عرض کیا پھر۔ فرمایا۔ ماں۔ اس نے

کہا پھر۔ حضور نے فرمایا تمہارا باپ (بخاری)

کونسا کام خدا کو محبوب ہے | ایک دفعہ ایک
صحابی نے حضور نبی

کریم سے پوچھا خدا کو کونسا کام سب سے محبوب ہے۔ فرمایا

"وقت پر نماز پڑھنا۔ اُس نے پوچھا پھر۔ فرمایا۔ ماں

باپ کے ساتھ سلوک کرنا۔ اُس نے پوچھا پھر۔ فرمایا
خدا کی راہ میں جہاد کرنا + (ترمذی)

بیوی سے حسن معاشرت | نبی کریم نے فرمایا سب
سے کامل ایمان اُس مسلمان

کا ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو۔ اور تم میں سب سے
بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو +

عورتوں سے نرمی کرو | بخاری میں روایت ہے کہ
نبی کریم نے فرمایا عورتوں

کے ساتھ بھلائی کرو۔ کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔
اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اس کے اوپر کا ہوتا ہے
اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ لوٹ جائے گا
اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھا رہے گا۔ تم عورتوں
کے ساتھ بھلائی کرو +

کسی کے خاندان میں جھگڑا کرنا | حضور نبی کریم نے
فرمایا جس شخص نے

کسی کی بیوی اور غلام میں ناگواری پیدا کرانی وہ ہم میں سے
نہیں + (ابوداؤد)

ہمسایوں سے نیک سلوک | صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے

حضرت ابو ذر کو ہدایت فرمائی "اے ابو ذر جب تم مسلمان بکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کو دیا کرو" (مسلم)

مسلمانوں سے سلوک | رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص خدا اور قیامت پر

ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا۔ اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔ عرض کیا گیا۔ مہمان کا جائزہ کیا ہے۔ فرمایا۔ ایک دن اور ایک رات۔ یعنی ایک دن اور ایک رات اس کی خاص خاطر ہارات کرے) پھر فرمایا۔ مہمانی تین دن کی ہے۔ اس کے بعد مہمان پر صدقہ ہو گا۔ (ترمذی)

مرضی کی عیادت | ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جس شخص نے کسی مرضی کی عیادت کی۔ یا محض دینی تعلق کی بنا پر

اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا۔ تو اس حالت میں ایک
مناوی اُسے پکار کر کہے گا۔ تم اچھے۔ تمہارا جانا اچھا۔
تم نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنا لیا۔

بیمار کی عیادت | حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ
نبی کریم نے فرمایا جو مسلمان اپنے

مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو وہ جنت کی میزبانی
کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

خرید و فروخت میں نرمی | حضور نبی کریم نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے ایک شخص

کو جنت میں داخل کرو یا جو خریدتے اور بیچتے اور ادا
اور وصول کرتے وقت نرمی کرتا تھا۔ (ابن ماجہ)

خدمتگار کے حقوق | حضرت ابو ہریرہ سے روایت
ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ

جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانے کرائے
تو اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر اپنے ساتھ نہ
بٹھا سکے تو ایک یا دو تھمے دے دے کیونکہ اُس نے
اس کے پکانے کی زحمت برداشت کی ہے۔

معافی | حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے نبی کریمؐ کی خدمت شروع کی اور اٹھارہ برس کی عمر تک آپؐ کی خدمت میں رہا۔ اس دس سال کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی حضورؐ نے مجھے جھڑکا نہ ڈانٹا نہ گالی دی۔ اگر مجھ سے کوئی نقصان ہو جاتا تو آپؐ بالکل ناراض نہ ہوتے۔ اگر گھر کا کوئی آدمی مجھ کو ملامت کرتا تو آپؐ اسے یہ کہہ کر چپ کر دیتے کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔

حیوانوں پر رحم | ایک دفعہ ایک سفر میں ایک صحابی نے ایک چڑیا کے دو نئے پکڑے لئے

چڑیا ان کی محبت سے ان کے سر پر منڈلانے لگی۔ حضورؐ نبی کریمؐ نے جب دیکھا تو فرمایا۔ کس چیز نے اس کو بے قرار کر دیا ہے۔ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔ (ابوداؤد)

ہر انسان رحم کرنے والے پر رحم ہوگا | ترمذی میں روایت ہے

کہ رسول خداؐ نے فرمایا رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرتا ہے تم زمین کے رہنے والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا

جو آسمان پر ہے ۞

جانوروں پر ظلم | ایک عورت پر اس لئے عذاب ہوا
کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا

اور اُسے مہوکا رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ اس لئے وہ
جہنم میں داخل کی گئی ۞ (بخاری)

جانوروں کو اچھا کھلانا | ایک دفعہ نبی کریم نے
ایک اونٹ کو دیکھا جس

کی پیٹھ کمزوری سے پیٹ کے ساتھ مل گئی تھی۔ حضور
نے فرمایا۔ ان بے زبانوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو
ان پر سواری کرو تو ان کو بہتر حالت میں رکھ کر۔ اور
اگر کھاؤ تو بہتر حالت میں رکھ کر ۞

آداب

سلام | حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
نے ارشاد فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو اور گزرنے والا

بیٹھے ہوئے کو اور قلیل کثیر سے کو سلام کرے ۞ (بخاری)

۱۔ تھوڑی تعداد میں بڑا گروہ

جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا

حضرت عامر بن ربیع سے روایت ہے کہ نبی کریم

نے فرمایا جب تم سے کوئی کسی جنازہ کو دیکھے تو چاہئے کہ اس کے ہمراہ جائے اور اگر نہ جا سکے تو اسے چاہئے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جائے۔ اور جب جنازہ میں شریک ہو تو جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ہر جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ خواہ وہ یہودی کا ہو یا

پاخانہ میں قبلہ رخ نہ بیٹھو

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے

فرمایا کہ جب تم پاخانہ کے لئے بیٹھو تو اپنا منہ یا پیچھے قبلہ کی طرف نہ کرو۔ (بخاری)

گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو

بخاری میں روایت ہے کہ حضورؐ نے

گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ

خطبہ میں چپ رہنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ

جب خطیب جمعہ کا خطبہ پڑھا رہا ہو تو کسی کو "چپ ہو جاؤ"

(بخاری)

کہنا بھی لغو ہے

کسی کھانے کو برا نہ کہو

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے

کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر پسند آتا تو کھا لیتے

ورنہ چھوڑ دیتے (بخاری)

ایک جوتا پہننا منع ہے

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے

فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ چاہے

دونوں اتار دے چاہے دونوں پہن لے

واڑھیاں چھوڑو اور مونچھیں کتراؤ

ابن عمر سے روایت ہے

کہ نبی کریم نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو۔ واڑھیاں

چھوڑو اور مونچھیں کتراؤ

مسر کے بال

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسر کے کچھ بال رکھنے اور

کچھ بال منڈانے سے منع فرمایا

کسی کے مکان میں نہ جھانکو | بخاری میں سہل بن سعد

سے روایت ہے۔ کہ

حضور نے کسی کے مکان میں جھانکنے کو بہت برا خیال فرمایا

رات کو بستر چھاڑنا | بخاری میں روایت ہے کہ حضورؐ

نے فرمایا کہ جب تم رات کو

سوئے لگو تو اپنے بستر چھاڑ دو۔

راستہ میں بول و پراز کرنا | نبی کریمؐ نے ان لوگوں پر

لعنت فرمائی جو راستہ

میں یا درختوں کے سایہ میں بول و پراز کرتے ہیں۔ اس طرح

آپ نے کسی برتن میں پشیاپ کرنے سے بھی منع فرمایا۔

کپڑوں کو صاف رکھنا | بخاری میں روایت ہے

کہ ایک دفعہ نبی کریمؐ کہیں

تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں آپ کو دو قبریں نظر

آئیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک پر اس لئے عذاب

مورنا ہے کہ وہ کپڑوں کو پشیاپ سے محفوظ نہیں

رکھتا تھا۔

مسجد میں تھوکنے | ایک دفعہ نبی کریمؐ مسجد میں تشریف لائے

دیواروں پر جا بجا تھوک کے دھتے دیکھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور
 ٹہنی تھی۔ آپ نے کھجور کو تمام دھتے مٹا دیئے اور لوگوں کو مخاطب
 کے فرمایا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آکر
 ہمارے پر تھوک دے۔ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ تو
 اس کے سامنے اور فرشتے اس کی داہنی جانب ہوتے ہیں
 لئے انسان کو سامنے اور دائیں جانب تھوکنا نہیں چاہیے

دارِ حرمیں کھا کر مسجد میں نہ جاؤ
 حضور نبی کریمؐ کو بوجہ
 چیزوں مثلاً پیاز

اور مولیٰ سے نفرت تھی جسکے تھاکہ یہ چیزیں کھا کر مسجد
 نہ آئیں۔ بخاری میں حدیث ہے کہ جو شخص پیاز۔ لہسن
 تے وہ ہمارے پاس نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا
 جب تم میں کوئی شخص سو کر اٹھے تو جب تک اپنے
 تین بار دھونے برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ سونے میں معلوم
 اس کا ہاتھ کس جگہ پڑا تھا۔

ڈالے کیونکہ سونے میں معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ کس جگہ
پڑا تھا۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو | تم میں سے
کوئی شخص

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔
غسل خانہ میں پیشاب نہ کرو | تم میں سے کوئی شخص
اپنے غسل خانہ میں

پیشاب کر کے پھر اس میں نہ نہائے۔ (ابوداؤد)
صفائی | نبی کریم نے فرمایا۔ خدا پاکیزہ ہے۔ اور پاکیزگی
کو پسند کرتا ہے۔ تم اپنے صحنوں کو پاک صاف

رکھو۔ اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ (ترمذی)
وایس ہاتھ سے کھاؤ | تم میں سے کوئی شخص نہ بائیں
ہاتھ سے کھائے اور نہ

بائیں ہاتھ سے پئے۔ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھانا
پیتا ہے۔ (مسلم)

اکٹھے مل کر کھاؤ اور خدا کا نام لے کر
اکٹھے مل کر کھانا
کھاؤ تو برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

پانی پینے کے آداب | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے

کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہیں لینا چاہیئے۔ بخاری اور ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک سال میں اونٹ کی طرح پانی نہ پیو بلکہ دو یا تین سانس میں پیو۔

اٹھنے بیٹھنے کے آداب | ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ

تم میں کوئی شخص اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

مجلس کے آداب | ترمذی میں روایت ہے کہ آدمی کسی مجلس میں پہنچ کر پہلے

السلام علیکم کہے پھر جب اٹھنے کی نوبت آئے تو اسی طرح سلام کر کے اٹھنا چاہیئے۔

سونے کا طریقہ | ایک دفعہ نبی کریمؐ نے ایک صحابی کو پرٹ کے بل سونے ہوئے دیکھا

تو فرمایا سونے کا یہ طریقہ خدا کو پسند نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

اچھے اور بُرے کام

سات چیزوں سے بچو | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔

سات مُہلک چیزوں سے بچو۔ اللہ کا شریک بنانا۔ جادو کرنا۔ اس جان کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام بنا جاڑ (قرار دیا ہے)۔ سوؤ کھانا۔ پییم کا مال کھانا۔ جہاد کے دن جماعت کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جانا۔ پاک مسلمان مومنہ عورت پر نکت لگانا۔ (بخاری)

خودکشی حرام ہے | صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ خودکشی

کرنے والا دوزخ میں ہوگا۔

پُچھل خور پر جنت حرام | حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریمؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پُچھل خور جنت میں

داخل نہ ہوگا + (بخاری)

سود کھانا | ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم نے
لعنت کی سود لینے والے کو۔ سود دینے والے

کو۔ اور لکھنے والے کو اور گواہوں کو + (ترمذی)

کبیرہ گناہ | ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم نے
فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ ماں

باپ کی نافرمانی کرنا۔ ناحق خون کرنا اور جھوٹی بات
کہنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں +

بیع میں جھوٹ بولنا | حکیم خرام سے روایت ہے
کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

بیع و فروخت کرنے والے مختار ہیں جب تک کہ جُدانہ
ہوں ہیں اگر دونوں نے بیع بولا رعب و صواب کو بیان
کر دیا، تو ان کو ان کی بیع میں برکت دی جائے گی اور
اگر انہوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع کی
برکت مٹ جائے گی + (بخاری)

مال کی نافرمانی | مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

ماں کی نافرمانی

مغیر بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی

کو حرام قرار دیا ہے اور بیٹیوں کے زندہ درگور کرنے اور دوسرے کا حق روکنے کو اور تاحق لینے کو اور مکروہ خیال کیا ہے قتل و قتال کو اور کثرت سوال کو اور تصنیع اموال کو پڑ (بخاری)

مجاہد کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون

آدمی سب سے بہتر ہے حضور نے فرمایا وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے مجاہد کرتا ہو پھر عرض کیا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا وہ مومن جو کسی گھائی میں رہ کر خدا سے ڈرتا ہو اور لوگ اس کے شر سے بچے رہیں پڑ (بخاری)

جہاد کا ثواب نیت پر

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس

آ کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! بعض لوگ مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتے ہیں بعض شہرت کی خاطر اور بعض بہادری دکھانے کی خاطر۔ تو ان میں اللہ کے لئے کون لڑتا ہے؟ فرمایا۔ وہ شخص جو اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا کلمہ بلند ہو۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

حضرت ابن عمرؓ

سے روایت ہے

کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اسے چاہیے کہ نہ اس پر شکم کرے اور نہ اسے ہلاکت میں ڈالے جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا۔ اللہ اس کی حاجت روائی کرے گا جو کسی مسلمان سے اس کی تکلیف دور کرے گا تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں سے کوئی مصیبت دور کرے گا۔

صحیح بخاری میں
حضرت عبد اللہ

جنت تلواروں کے سایہ میں

بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو۔ اور اللہ سے عاقبت کی دعیا مانگو۔ اور جب تم اس سے لڑو۔ تو پھر صبر کرو اور یقین چاہو کہ جنت تلواروں کی چھساروں کے نیچے ہے۔

تین نیکیاں

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ
رسول خدا نے فرمایا۔ قیدی چھوڑاؤ۔ بھوکے

کو کھانا کھلاؤ۔ اور مریض کی بیماری پر پی کر وہ (بخاری)

حضرت حذیفہؓ

ریشم کا پہننا اور سونے چاندی

سے روایت

کے برتنوں میں کھانا حرام ہے

ہے کہ رسول اللہ

نے فرمایا کہ

ریشم اور دیبا نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں
میں مت کھاؤ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ

خیانت کرنے والے جہنم میں

ابن عمرؓ سے

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے ایک عیب کی
خیانت کی اور حیب وہ مر گیا تو رسول خدا نے فرمایا
کہ وہ دوزخ میں ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت

عہد شکن کی سزا

عبداللہ اور حضرت انسؓ

سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ ہر عہد شکن کو

قیامت کے دن ایک جھنڈا دیا جائے گا تاکہ اس کی
عہد شکنی کی شہرت ہو۔ یعنی قیامت کے دن اس کو
ذلیل کیا جائے گا۔ (بخاری)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے

بیوہ اور مسکین کی امداد

فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا
ان کی مدد کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں
جہاد کرنے والا یا تمام رات عبادت کرنے والا
یا تمام دن روزہ رکھنے والا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے

التفاسق

کہ حضورؐ نے فرمایا باہم بغض اور
مدد نہ رکھو۔ اور ایک دوسرے کو پشت نہ دو۔
اور تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ
اور کسی مسلمان کو یہ درست نہیں کہ اپنے بھائی سے
بہن دن تک کلام کرنا بند کر دے۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے

مسا یہ کا حق

کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل

علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہمیشہ
وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا
کہ عنقریب پڑوسی کو وارث بنا دیں گے (بخاری)

ظلم اور زیادتی | حضرت بن زیدؓ سے روایت
ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ

جس نے کسی سے کوئی زمین زبردستی اور ظلم سے چھین
لی تو اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اور
حضرت ابن عمرؓ سے اسی حدیث کی تائید میں یہ الفاظ
ہیں کہ جس نے کسی سے کچھ بھی زمین ناحق لے لی تو اسے
قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھنسا یا جائے گا
(بخاری)

غیبت اور بہتان | ایک دفعہ ایک صحابی نے
نبی کریمؐ سے دریافت کیا

کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ایسے بھائی کو ایسے
عیب کا ذکر کرنا جس کو وہ پسند نہ کرتا ہو۔ اس
نے دوبارہ پوچھا۔ اگر وہ عیب درحقیقت اس میں
موجود ہو۔ فرمایا۔ اگر وہ عیب اس میں موجود ہے۔ تو

تم نے غیبت کی - اور اگر نہیں تو تم نے اس پر بہتان

(ترمذی)

باندھا ہے

ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے

غرور

فرمایا - جس کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا

وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا - ایک صحابی نے عرض کیا

یا نبی اللہ - میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا کپڑا اچھا - میرا جوتا اچھا

فرمایا خدا حسن کو پسند کرتا ہے - مگر وہ شخص ہے

حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے -

ایک دفعہ نبی کریمؐ سے تعصب

تعصب

متعلق پوچھا گیا - آپ نے فرمایا -

کے معنی یہ ہیں کہ تم مسلم پر اپنی قوم کی اعانت کرو اور

ایک دفعہ جناب رسول خداؐ نے

حسن خلق

سے فرمایا - کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون

کام ہے جو اکثر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا -

فرمایا - وہ اللہ کا ڈر اور نیک خلق ہے - (ترمذی)

